



ششم مع محبت

غزلیات و رباعیات

الحاج صوفی محمد حسین خاں صادق دہلوی
قادی، ابوالعلائی، چشتی، جہانگیری، حسنی

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں)

۱۹۸۱ء

پہلی بار :

تعداد اشاعت : پانچ سو — صفحات

طابع : اعلیٰ پریس دہلی

آرٹسٹ : سید احمد

خوشنویس : محمد عبدالباسط ہاشمی

قیمت : دس روپے

ناشر: حاجی محمد حسین خاں صادق دہلوی ۱۵۵۲ گلی مجید پور

قاسم جان اسٹریٹ دہلی - ۶ ...

ملنے کے پتے

(۱) انجمن ترقی اردو بک ڈپو - اردو بازار جامع مسجد دہلی

(۲) مکتبہ جامعہ - اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶ ...

(۳) سنٹرل بک ڈپو - اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶ ...

(۴) کتب خانہ رحیمہ - اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶ ...

مُصَنَّفٌ ^{۹۷}

نام : محمد حسین خاں رنسلایوسف زئی پٹھان

تخلص : صادق

پیدائش : ۱۲ جون ۱۹۲۶ء

وطن : دہلی

تلمیذ : حضرت ڈاکٹر فضل الہی صاحب محمود دہلوی

سلسلہ بیعت

سلطان الاولیاء حضرت الحاج خواجہ محمد حسن شاہ صاحب

قادری، ابوالعلانی، چشتی، جہانگیری،

مُحْسِنِ صَادِقِ

قَطْبِ عَالِمِ، غَوِيَّتَانِي

حضرت الحاج مولانا محمد خوشحال شاہ صاحب

کی

تذکرہ

گر قبول اقتداز ہے عزیز و مشرف

صَادِقِ دِہْلَوِی



قطب عالم غوث ثانی
حضرت الحاج مولانا محمد خوشحال شاہ صاحب



الحاج صوفی محمد حسین خاں صادق دہلوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہر نظر کو ہے آرزو تیری
ہر زباں پر ہے گفتگو تیری

مہرباں تو ہے سارے عالم پر
زیب دیتی ہے تجھ کو خود تیری

راحتِ قلب و جاں ہے نام ترا
ہر نفس میں بسی ہے بو تیری

تیرا ملنا محال ہے لیکن
راہبر خود ہے جستجو تیری

فورہی تو ہے فضاؤں میں
اک بجلی ہے چارسو تیری

ماہ پاروں میں تذکرہ تیرا
قد سیلوں میں ہے گفتگو تیری

ساری مخلوق کی نگاہوں میں
سب سے افضل ہے آبرو تیری

سبزہ تاروں میں رنگ ہے تیرا
ہے فضا ئے چین میں بو تیری

تیرے جلوے ہیں چشم صادق میں
پھر بھی دل کو ہے جستجو تیری



دل و دماغ کو آنکھوں کو روشنی دے دو
برے حضور مجھے حسنِ زندگی دے دو

چمن میں غنچے و گل کو شگفتگی دے دو
کلی کلی کو اب احساسِ زندگی دے دو

تمھاری شانِ سخاوت کا بول بالا ہو
جسے بھی چاہو اسے تاجِ خسروی دے دو

تمھارے در پہ میں دامنِ پیار نے بیٹھا ہوں
مجھے تم اپنی محبت کی زندگی دے دو

تمھاری بخشش و رحمت ہے سارے عالم پر
تم اپنی راہ کی مجھ کو بھی روشنی دے دو

تھیں ہو مالک و مختار باغ عالم کے
مری حیات کے گلشن کو تازگی دے دو

تم اپنی یاد کی توفیق بخش دو مجھ کو
مری زبان کو ذوقِ ثناگری دے دو

ہماری تشنہ لبی کا یہی تقاضا ہے
نگاہِ تازہ سے اک جامِ بخوردی دے دو

تھیں ہو محفلِ رنداں میں سناقی محفل
نفسِ نفس کو مرے کیفیتِ سرمدی دے دو

کرم کی آس ہے تم سے کہ تم ہو بندہ لوازم
فسردہ ایک زمانے سے ہوں خوشی دے دو

تمہارے نقشِ قدم پر جیں ہے صداق کی
نیاز مند کو تم لطفِ بندگی دے دو



خدا نے تجھ میں وہ حسن و جمال رکھا ہے
کہ دو جہاں میں تجھے بے مثال رکھا ہے

غم جہاں نے مجھے پامال رکھا ہے
مگر تمہارے کرم نے سنبھال رکھا ہے

تمہیں کو بگڑی بنانی ہے بسندہ درگ
تمہارے سامنے میں نے سوال رکھا ہے

نہ تم سا کوئی سچی ہے نہ تم سا کوئی امیر
تمہیں نے میرا ہمیشہ خیال رکھا ہے

تمہارا کوئی بھی ہمسر ہوا نہ ہوگا کوئی
تمہیں میں حق نے یہ وصف و کمال رکھا ہے

نگاہِ لطف سے صادق کو بھی تراز دیا
گناہ گار کا کتنا خیال رکھا ہے



ساری دُنیا کے حسین ایک طرف
آپ کا رُونے میں ایک طرف

گلشنِ خلدِ بریں ایک طرف
تیرے کوچے کی زمیں ایک طرف

سارے عالم میں درختانی ہے
سرخِ خلتی ہے کہیں ایک طرف

تکھتِ گل کی قسم، گلشن میں
آپ ہیں جلوہ گزیں ایک طرف

کعبۂ دل میں سجالی ہم نے
تیری تصویرِ حسین ایک طرف

عشق میں جو بھی ملے اے صادق
دل میں رکھ لینا کہیں ایک طرف



اس قدر ذوقِ محبتِ عام ہونا چاہئے
ہر زبان پر آپ ہی کا نام ہونا چاہئے

زندگی بن جائے اسرارِ دو عالم کی امیں
تیری نظروں سے عطا وہ جام ہونا چاہئے

ہذیبہ جوشِ محبت کا تقاضا ہے یہی
زندگی کا ہر نفس پیغام ہونا چاہئے

تیرے میخاروں میں مجھ سا کون ہے رتدِ خراب
تیرا میخانہ تو میرے نام ہونا چاہئے

روتہِ اول سے ہے مجھ کو دعویٰ اور عشقِ دوفا
مجھ پہ دُنیا کا ہر اک الزام ہونا چاہئے

پتھروں کی آنکھوں سے پیکے لہوائے سوزِ دل
 غم چھپانے کا بھی کچھ انعام ہوتا چاہئے

کم سے کم اتنا تو مل جائے وفاؤں کا صلہ
 تیرے دیوانوں میں میرا نام ہوتا چاہئے

میرے ہر آنسو کو بل جانے تمہاری روشنی
 میرا ہر آنسو چراغِ شام ہوتا چاہئے

گلستاں میں کھلنے والی ہر کلی مڑھبسا گئی
 مسکرائے کا یہی انخام ہوتا چاہئے

ساری دنیا کو تمنا ہے تیرے دیدار کی
 اب تجھے زیبِ قمارِ بام ہوتا چاہئے

عشقِ صادق کی توائے صادق ہی معراج ہے
 بس اسی کا ذکر صبح و شام ہوتا چاہئے



میلہ ساتھ در پہ جو رونا لگے ہے
اندازِ نظر تیرا کریمیانہ لگے ہے

ہے شان تری سارے زمانے سے نرالی
قرنانہ تری بزم میں دیوانہ لگے ہے

غم فائدہ دل میں ہے ہر اک سمت اُجالا
روشن ترے جلووں سے یہ کاشانہ لگے ہے

یہ ذوقِ جنت ہے کہ ہے معراجِ تصور
ہر شے میں جمالِ رُخ جانانہ لگے ہے

ساقی تو مجھے اپنی لگا ہوں سے پلا دے
آغوشِ نظر میں تری میخانہ لگے ہے

ساقی ہے تری چشمِ توحید کا کرشمہ
میخانہ بھی اب صورتِ پیمانہ لگے ہے

ہر درد کو دریا سمجھ رکھتا ہے میں نے
ہر کوہِ مجھے کوہِ چٹا جانا لگے ہے

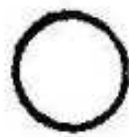
اس طرح مرے خواب سجائے ہیں کسی نے
آئینہ مجھے دل کا صدمہ خسانہ لگے ہے

جس دن سے ہوا دور کوئی میری نظر سے
ہر گوشہ ہستی مجھے ویرانہ لگے ہے

سنتا ہوں کسی سے جو میں رو داد کسی کی
وہ میرے ہی غم کا مجھے افسانہ لگے ہے

اس میں بھی کوئی راز ہے اس میں بھی کوئی بات
ہر شخص تری ذات کا دیوانہ لگے ہے

صادق تری رفعت کا یہی راز ہے شاید
تو سیدہ گزارِ درِ جانا لگے ہے



جس وقت، جہاں میں نے ترانام لیا ہے۔
گرتے نہ دیا تو نے مجھے تھام لیا ہے

ظلمات کے ماحول کو نچتے ہیں اُجالے۔
ہم نے تری نسبت سے بڑا کام لیا ہے

سچ بات ہے ایسا تو نہ تھا میرا مقدر
یہ تیرا کرم ہے کہ ترانام لیا ہے

دُنیا میں بھی عقبتی میں بھی آئے گا مرے کام
میں نے جو تری ذات سے پیغام لیا ہے

اک ذکر ہے تیرا جو کیا ہم نے لیسدِ شوق
اک نام ہے تیرا جو ہر گام لیا ہے

بہکے ہیں جہاں میرے قدم تیری طلب میں
مجھ کو تری یادوں نے وہیں تھام لیا ہے

پر کیفیتِ فضا میں ہوئیں پھر سارے جہاں کی
جب عالمِ مستی میں ترا نام لیا ہے

دامن نہ چھڑا یا کسی طوفان سے میں نے
لوٹی ہوئی ہمت سے عجب کام لیا ہے

ہے پاس ادبِ عشق میں صادق کو یہاں تک
چوڑے ہیں قدم تیرے ترا نام لیا ہے



آپ نے نقاب اپنے رخ سے کیا اٹھادی ہے
ہر طرف زمانے میں آگ سی لگا دی ہے

س آپ کی نگاہوں نے اس قدر پلا دی ہے
ہوش کر دیئے رخصت بخودی بڑھادی ہے

کیوں نقاب اٹھائی تھی کس لئے گرا دی ہے
میں نے کیا خطا کی تھی جس کی یہ سزا دی ہے

آپ اب سما جائیں میرے دیدہ و دل میں
آپ کی تمنا میں ہر طلب مٹا دی ہے

کیا ندائے دل میری آپ تک نہیں پہنچی
زندگی کی راہوں میں ہر قدم صلا دی ہے

آپ نے ستوارا ہے گلشنِ محبت کو
مہر و ماہ و انجم کو آپ نے ضیادی ہے

ہر طرف بہا رہی ہیں ہر طرف حسین منظر
آپ نے لگا ہوں کی انجمن سجاد ی ہے

آپ یہ تو فرمائیں دردِ لادوا دے کر
مجھ کو زندگانی کی کس لئے دعا دی ہے

آپ نے سنا کیا ہے آپ سے کہا کیا تھا
بات تو نہ تھی کچھ کبھی آپ نے ہوا دی ہے

جب کبھی سوال آیا عشق میں وفاؤں کا
اک نہ اک نئی تہمت آپ نے لگا دی ہے

برق سے کوئی پوچھے اس بھرے گلستاں میں
میرے ہی نشیمن کی شاخ کیوں جلادی ہے

دو جہاں میں رسوا ہے آج آپ کا صادق
آپ نے محبت میں خوب یہ سزا دی ہے



کسی سے کیا کہیں جب رازِ داں سے کچھ نہیں کہتے
ہر اک غمِ دل میں رکھتے ہیں زبیاں سے کچھ نہیں کہتے

اُسے بیداد کرنے سے کبھی فرصت نہیں ملتی
ہمیں پاسِ وفا ہے مہرباں سے کچھ نہیں کہتے

زمانے کے ستم، دنیا مخالفت، آسماں برہم
مگر ہم ہیں کہ ہم اپنی زبیاں سے کچھ نہیں کہتے

جھلایا جا رہا ہے تنکا تنکا آشیانے کا
ہمارا ظرف دیکھو یاغیاں سے کچھ نہیں کہتے

لئے جاتے ہیں کیسے کارواں درکارواں لیکن
تعجب ہے کہ میر کارواں سے کچھ نہیں کہتے

کسی سے کیا کہیں ہم اپنی بریادی کا افسانہ
جہاں کچھ بھی کہے ہم تو جہاں سے کچھ نہیں کہتے

ہماری کشتی امید ہے طوفان کے دامن میں
تاشاد لکھتے ہیں پاسباں سے کچھ نہیں کہتے

یہ اپنی تشنگی سوزِ غم جل کر بجھاتے ہیں
پتنگے ہیں کہ سچ صوفیوں سے کچھ نہیں کہتے

ہم اہل عشق ہیں رکھتے نہیں اظہار کا شیوہ
ہزاروں زخم کھاتے ہیں زباں سے کچھ نہیں کہتے

زمانے سے زمانہ درپے آزار ہے لیکن
کسی عنعان پھر بھی ہم زباں سے کچھ نہیں کہتے

انہیں رندوں کو ملتے ہیں نگاہِ مست کے ساغر
کسی عالم میں جو پیرِ مغان سے کچھ نہیں کہتے

سمجھ لیتے ہیں صادق جو مشیت کے اشاروں کو
وہ دیوانے کبھی اپنی زباں سے کچھ نہیں کہتے



جب سے رہبر ہو تم مرے دل کے
آ رہے ہیں سلام منزل کے

ہاتھ چومے ہیں اپنے قاتل کے
حوصلے دیکھتے مرے دل کے

کیا ہیں آداب تیری محفل کے
کوئی سمجھا نہیں بجز دل کے

تیری یادوں نے کر دیئے تازہ
بھر گئے زخم جب مرے دل کے

تیری تصویر بن کے رہتے ہیں
دیکھنے والے تیری محفل کے

میں شہیدِ غمِ محبت ہوں
مجھ پر احساں ہیں میرے قاتل کے

جلوہ گر تم ہوئے جو محفل میں
اڑ گئے ہوش ساری محفل کے

تم سے منسوب عشق ہے میرا
تم ہی عنداں ہو قصہ دل کے

ہٹ گئے جو تمہاری راہوں میں
بن گئے وہ چراغ منزل کے

تیرے کوچے میں زندگی گزرے
یہ ہیں ارمان تیرے سائل کے

ہر مسافر کو جو نہیں ملتے
وہ ہیں رستے تمہاری منزل کے

کاش یہ رات جان لیتے ہم
غنی مہر جہا رہے ہیں کیوں کھل کے

خوگرِ غم ہے زندگی میری
 کون سمجھے گا غم مرے دل کے

جس طرف دیکھتے زمانے میں
 تذکرے ہیں تمھاری محفل کے

کل جو نکلا رہے تھے طوفان سے
 آج نزدیک ہیں وہ ساحل کے

ہم کو حالات کا ہے اندازہ
 ہم مقابل رہے ہیں مشکل کے

وقت کی گتھیاں بھی سلجھیں گی
 لوگ سلجھائیں گے اگر ہل کے

اور کچھ دیر کو ہیں اے صادق
 فاصلے اُس نگاہ سے دل کے



لاکھ اُلجھے رہے ناکامی تدبیر سے ہم
دل شکستہ نہ ہوئے گردشِ تقدیر سے ہم

لب پہ لائے نہ کبھی شکوہ بیدادِ جہاں
مطمان ایسے ہوئے کاتبِ تقدیر سے ہم

ہم پہ دُنیا تری ہستی کا لگاں کرتی ہے
اتنے ہم رنگ ہوئے ہیں تری تصویر سے ہم

خاک کے ذروں کی تقدیر چمک اُٹھی ہے
آئینہ بن ہی گئے حُسن کی تصویر سے ہم

اُس نے دیکھا تھا محبت کی نظر سے صادق
رشتکِ کونین ہوئے عشق کی تاثیر سے ہم



جب اُس کی راہ میں ہستی مٹائی جاتی ہے
پھر اپنی ذات میں وہ ذات پائی جاتی ہے

وہ جس پر حُسن کی بجلی گرائی جاتی ہے
اُسی کو عشق کی منزل دکھائی جاتی ہے

ترے کرم میں کمی کا سوال کیا معنی
کمی ہماری طلب ہی میں پائی جاتی ہے

ہزاروں دامن اُمید بھرتے جاتے ہیں
گدا نواز نظر جب اٹھائی جاتی ہے

اگر یہ بندہ نوازی نہیں تو کچھ کیا ہے
نیاز مند کی قیمت سنائی جاتی ہے

ہے ذکر آپ کا میری تریمان پر ہر دم
غنایت آپ کی کچھ اس میں پائی جاتی ہے

میں اُن کے رُخ پہ دل و جاں تیار کرتا ہوں
کہ جن کی روشنی عالم میں پائی جاتی ہے

یہ ہم سے پوچھئے یہ راز ہم بتائیں گے
نظر ملا کے نظر کیوں جھکانی جاتی ہے

تو ہی گلی کی میں تعریف کیا بیسان کروں
یہیں تو خلد کی تصویر پائی جاتی ہے

وہ مسکراتے ہوئے آگے لگا ہوں میں
تصویرات کی دنیا سجائی جاتی ہے

زمانہ لاکھ چھپائے تو چھپتے نہیں سکتی
نظر سے آگ جو دل میں لگائی جاتی ہے

جس میں شوق وہی سرفراز ہے صادق
جو اُن کے نقشِ قدم پر جھکانی جاتی ہے



جس پر دنیا کا سر خم ہے
تیرا ہی وہ نقشِ قدم ہے

تیری عنایت یہ کیا کم ہے
عشق و وفا کا دل محرم ہے

دید کا طالب بندۂ غم ہے
آجاؤ آنکھوں میں دم ہے

نام تمہارا، یاد تمہاری
دل کے زخموں کا مرہم ہے

آپ کے غم کو کیسے بھلا دوں
جان سے پیارا آپ کا غم ہے

جرم ہوا اظہارِ محبت
مجھ سے اک دنیا بھرم ہے

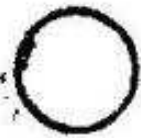
رشتک ہے مجھ پر دردِ عالم کو
صبر و رشتا کا یہ عالم ہے

تیرے تجسس میں رہتا ہوں
یہ بھی تیرا قاصد کم ہے

اک دن منزل میں جائے گا
عزم ہمارا مستحکم ہے

کشتیِ دل ہے تیرے حوالے
طوفانوں کا کس کو غم ہے

تیری محبت کے صدقے میں
دنیا میں صادق کا بھرم ہے



میں ہوں تسلیم و رضا کا آئینہ
عشق کا حاصل، وفا کا آئینہ

پیکرِ ایثار و قربانی ہے کون
ہم ہیں اب کرب و بلا کا آئینہ

دیکھتے ہیں ہوں میں تصویرِ جنوں
ہوں حقیقت میں وفا کا آئینہ

عشق کی خوش قسمتی سے بن گیا
میرا دل اُس دل رُبا کا آئینہ

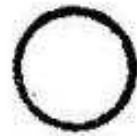
اے سراپا ناز ماضی کی طرح
آج بھی ہوں میں وفا کا آئینہ

تیرا ہر غمزہ ہے رنگین و لطیف
تو ہے انداز و ادا کا آئینہ

رفقہ رفتہ میری ہستی بن گیا
آپ کے رُخ کی ضیا کا آئینہ

کون بن سکتا ہے اس دل کے سوا
بندۂ حق آشنا کا آئینہ

اپنی صورت دیکھ صارق غور سے
تو ہے خاصانِ خدا کا آئینہ



کیا ہے نفس نفس کا یہ معنیام سوچ لینا
آغاز ہی میں اپنا انجیام سوچ لینا

الفت سے پہلے اپنا انجام سوچ لینا
آتے ہیں اس میں اکثر الزام سوچ لینا

دُنیا کی جستجو میں کیوں جان دے رہے ہو
مِلتے ہیں اس بلا سے آلام سوچ لینا

قائم رہے گی کب تک بزم نشاطِ آخر
دنیا کی ہر خوشی کا انتخابِ ام سوج لینا

صدے تو رہے رہے ہو تم میرے دل کو لکین
اک دن نہ ٹوٹ جائے یہ جامِ سوج لینا

کلیوں کے دل دھڑک کر آواز دے رہے ہیں
اے باغیاں چمن کا انتخابِ ام سوج لینا

قصہ ہمارے غم کا انعام ہے تمہارا
اس داستان کا تم ہی کچھ نام سوج لینا

اپنے مریضِ غم کا درماں تمہیں کرو گے
آئے گا وہ بھی اک دن ہنگامِ سوج لینا

دنیا کے تو لقاؤں سے کچھ اور ہی ہیں صادق
ان کی نظر کے کیا ہیں پیغامِ سوج لینا



ایک سے بڑھ کر ایک حسین ہے
تم جیسا تو کوئی نہیں ہے

تیری نسبت میرا یقین ہے
تیرا ہمسر کوئی نہیں ہے

قلب و نظر میں کون نکلیں ہے
صبح حسین ہے شام حسین ہے

تیری محبت میری دنیا
تیری محبت میرا دیں ہے

تیرے سوا اب کون ہے میرا
تیرے سوا اب کوئی نہیں ہے

تیرے جلوے چاروں طرف ہیں
یہ مانا تو پردہ نشیں ہے

کون نہیں دامن میں تیرے
تیرا سنا یا کس ہے نہیں ہے

تیرے کوچے کا کیا کہنا
تیرا کوچہ خلدِ بریں ہے

میں ہوں پشیاں اپنی خطا پر
تیرے کرم کا مجھ کو لفتیں ہے

صَادِقْ اَنْ كے فیضِ قدم سے
روشن میری لوحِ جیبیں ہے



مرے قلب و جاں کو سکون ہے تری ذاتِ عالی مقام سے
 میری زندگی میں ہے روشنی تیرے فیض سے تیرے نام سے

میری چشمِ شوق کو رفتیں ملیں تیرے لُطْفِ مدام سے
 تری جستجو مجھے لے گئی بہت آگے میرے مقام سے

ترا عشقِ جب سے مجھے ملا میری زندگی کا چمن کھلا
 کہ مقامِ عرش نصیب ہے میرے دل کو تیرے قیام سے

جہاں دل پہ غم کا اثر ہوا وہیں تیرا لُطْفِ نظر ہوا
 تری بخششیں تری رحمتیں کوئی پوچھے تیرے غلام سے

میں عشق کی مجھے نعمتیں لگیں تہمتیں ہوئیں ذلتیں
 کھلیں مجھ پہ میری حقیقتیں تری اک نظر کے پیام سے

میری زلیلت تجھ پہ نثار ہے کہ تو زندگی کی بہار ہے
 یہی آرزو ہے پلائے جا تو نگاہِ مست کے جام سے

مجھے اپنا درد عطا کیا غم دو جہاں سے چھڑا دیا
یہ تیری نوازشِ خاص ہے کہ ہے ربطِ دل ترے نام سے

نہ ہو جس میں رنگِ چمن بھرانہ ہو جس میں حسن بہسار کا
وہ سحر بھی میری نگاہ میں کسی طرح کم نہیں شام سے

ہری مستیوں میں ہے کیا اثر جو ہیں معترض اُنھیں کیا خبر
کہ یہ کائنات ستور گئی مری ایک لغزشِ گام سے

رہِ عشق میں ہیں قدم قدم نئے حادثے نئے بچ و خم
یہی امتحاں کا مقام ہے گذر امتحاں کے مقام سے

تئے انقلاب کی سرخیاں برے حال و ماہی سے ہیں عیاں
یہ چھپائے سے بھی نہ چھپ سکیں کسی صبح سے کسی شام سے

ترا بندہ صادق خستہ جاں ترے در پہ ہے شہِ دو جہاں
لوگدا نواز ہے بخش دے جو خطا ہوئی ہے غلام سے



یا درکھ اُن کو عاشقی ہے یہی
 حاصلِ لُطْمِتِ زندگی ہے یہی

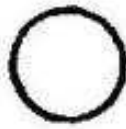
روئے جاناں رہے تصوّر میں
 عشق و الموں کی زندگی ہے یہی

تیرے غم کو گلے لگایا ہے
 یہ سمجھ کر، کہ زندگی ہے یہی

تیرا نقشِ قدم ہے تائبستہ
 میری نظروں میں روشنی ہے یہی

ساغرِ چشمِ مست ہے میں ہوں
 میرے نزدیکے کشتی ہے یہی

اُن کو دل پیش کیجئے صَادِق
 قابلِ نذرِ دوستی ہے یہی



مرے ساقی تری آنکھیں ہیں منجانے محبت کے
میلستر ہیں ترے رندوں کو پمیلانے محبت کے

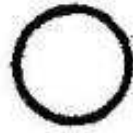
جہاں میں جس طرف جاتے ہیں دیوانے محبت کے
وہیں تعمیر ہو جاتے ہیں منجانے محبت کے

جسے بھی دیکھ لیتا ہوں بسا لیتا ہوں آنکھوں میں
بتا رکھے ہیں اس دل میں صتم خانے محبت کے

حقیقت میں یہ عشق دوست کا ادنیٰ اگر شہ ہے
زمانے بھر میں ہیں مشہور دیوانے محبت کے

ہم اپنے آسوں کو عشق کا حاصل سمجھتے ہیں
کئے ہیں پیش ہم نے ان کو نذرانے محبت کے

زمانے کے لئے صادق یہی درس وفا ہوں گے
مرتب کر رہے ہیں ہم جو افسانے محبت کے



نظامِ زیستِ بدل دو نمازِ نشات کے ساتھ
حضور دیکھ لو مجھ کو بھی التفات کے ساتھ

تمہیں کو لاج ہے میری تمہیں کو پاسِ مرا
ہے اک زمانے سے نسبت تمہاری ذات کے ساتھ

قدمِ قدم پہ ضرورت ہے رہنے ائی کی
نفسِ نفس میں رہو تم مری حیات کے ساتھ

خدا را میرے بھی حالِ زیوں پہ ایک نظر
گزر رہا ہے زمانہ تفکرات کے ساتھ

مجھے بھی دامنِ لطفِ نگاہ میں رکھنا
بچھڑنے جاؤں زمانے کے حادثات کے ساتھ

اگر سُنو تو کہوں داسِ سناہِ عشقِ و وفا
بلا کے دردِ عالم ہیں مری حیات کے ساتھ

تم اپنی کاکلِ مشکیں کو اور بکھرا دو
یہ سلسلہ بھی رہے میرے غم کی رات کے ساتھ

تمہاری ذات سے ہے میرے غم کا افسانہ
بھلا نہ دینا زمانے کے واقعات کے ساتھ

حریم ناز کے پردے کبھی تو اٹھیں گے
رہے گا حُسن کہاں تک تکلفات کے ساتھ

تمہارے طرزِ تکلم پہ جان و دل قریاں
ہزار ہوتے ہیں مفہوم ایک بات کے ساتھ

عطا ہوں مجھ کو وہ آنکھیں جو تجھ کو دیکھ سکیں
بڑے حجاب ہیں تیری تجلیات کے ساتھ

گناہ گار بھی ہے اُس کو اعتراف بھی ہے
نگاہ کیجئے صادق پہ التفات کے ساتھ



جزباتِ محبت کے طوفان اُمت ڈائے
ہلتے ہی نظر اُن سے ارمان اُمت ڈائے

ساحلِ نظر اُن کے جلووں کا تلاطم ہے
ہر سمت بہاروں کے سامان اُمت ڈائے

جب عرصہ کیا میں نے احوالِ دل نمکیں
اُن کی بھی نگاہوں میں پیمان اُمت ڈائے

اُن مست نگاہوں کی مستی پہ فراموشی
ایمان کی پوچھو تو ایمان اُمت ڈائے

جب اہمکھ لگی اپنی وہ خوابِ حسین دیکھا
دل میں تری یادوں کے طوفان اُمت ڈائے

جب یاد مجھے آیا ساقی کا کرم صادق
کچھ اور مرے دل میں ارمان اُمت ڈائے



ہستی کے الم کیا ہیں کونین کے غم لے لیں
جو کچھ تو عطا کر دے لے دوست وہ ہم لے لیں

اک یا سا گرا پنا کہہ دیں وہ محبت سے
النام جہاں بھر کے ہسم ان کی قسم لے لیں

وہ راہرو اُلفت اسودہ تہیں ہوں گے
منزل سے جو کچھ پہلے اس راہ میں دم لے لیں

اصل تری نسبت سے رندوں کو ہے سرشاری
ساتی یہ تمنا ہے ہم تیرے قدم لے لیں

داملن کرم ان کا خالی تو نہیں ہوگا
سائل کی دُعا نہیں بھی اریا پ کرم لے لیں

صادق کو تو حسرت ہے بس تیری محبت کی
جو جاہ و حشم چاہیں وہ جاہ و حشم لے لیں



دل کے ہر گوشے میں تو ہو عاشقی ایسی تو ہو
میں ترا ہو کر رہوں اب زندگی ایسی تو ہو

میرادل بن جائے اسرارِ محبت کا امیں
تیرے دامن سے مجھے وابستگی ایسی تو ہو

حسرت و ارماں کا دل سے ہر نشاں جاتا رہے
جس میں ہو تیری رضا میری خوشی ایسی تو ہو

زندگی بھریائے جاناں ہی یہ سر جھکتا رہے
 زندگی کا لطف جب ہے زندگی ایسی تو ہو

بے نیازِ غم گذر جائیں ہر اک منزل سے ہم
 عشق کی راہوں میں دل کواگہی ایسی تو ہو

منزل مقصود بڑھ کر خود یہ خود جو سے قدم
 کم سے کم عزم و لہجے میں پہنچی ایسی تو ہو

سننے والوں کے دلوں کو بخش دے تو لہجے
 میرے قصے میں تمھاری روشنی ایسی تو ہو

زندگی بھر ہوش کا عالم نہ ہو مجھ کو نصیب
 چشم مست تاز سے بادہ کشی ایسی تو ہو

میری ہر لغزش پہ آجائے مرے ساتھی کو پیار
 ہوش سے صادق مجھ بیگانگی ایسی تو ہو



ہر نفس اُن کی بات کی جائے
یوں لیسرا ب حیات کی جائے

بچھ رہے ہیں چراغِ اشکوں کے
کیسے تابندہ رات کی جائے

تشنگی کا یہی تقاضا ہے
چشمِ ساقی سے بات کی جائے

اہتمامِ سفر بھی لازم ہے
کچھ تو فکرِ سخبات کی جائے

اپنے ہی غم پہ تبصرہ نہ کروں
کیوں زمانے کی بات کی جائے

زیست کا لطف جیب ہے اے صادق
صرف تو صیغہ ذات کی جائے



جلوہِ محسن سے دیوانہ بنایا ہوتا
میر می ہستی کو اک افسانہ بنایا ہوتا

تنگہِ مست سے دیوانہ بنایا ہوتا
عالمِ ہوش سے بیگانہ بنایا ہوتا

پیرِ تو رُخ سے مرے دل کو متور کرتے
رُشکِ فردوس یہ کاشانہ بنایا ہوتا

بخش کر اپنی محبت کا خزانہ مجھ کو
غمِ دنیا ہی سے بیگانہ بنایا ہوتا

طالبِ دید پر اتنا لو کم فرماتے
کم سے کم طور کا افسانہ بنایا ہوتا

بات تو بندگیِ محنت کی جیب تھی صادق
توڑنے کے لیے درِ جانانہ بنایا ہوتا



شیرائے تجلی ہے پروانہ جسے کہئے
 اسرار کا محرم ہے دیوانہ جسے کہئے

ساقی کی نگاہوں کا مستانہ جسے کہئے
 سرشارِ محبت ہے دیوانہ جسے کہئے

لیریز ہیں پیانے، مخمور ہیں دیوانے
 نظارہ ہے ساقی کا میخانہ جسے کہئے

اُن مست لنگا ہوں نے سو جام پلائے ہیں
حاصل ہے مجھے ذوقِ رندانہ جسے کہیے

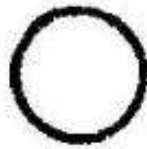
اے ساقی میخانہ کچھ اور نوازش ہو
قالی ہے ابھی تک دل، پیمانہ جسے کہیے

معلوم نہیں تجھ کو اے چشم تماشائی
آگاہِ حقیقت ہے دیوانہ جسے کہیے

ہر گوشہٴ دل میں ہے تصویرِ ریحِ جانان
یہ دل ہے عجب کعبہٴ نبتِ قاتہ جسے کہیے

جس دن سے مرے دل کو آباد کیا تم نے
انوار کی جنت ہے کاشانہ جسے کہیے

دُنیا کی زبیاں پر ہے صادقِ مرا افسانہ
وہ بندہٴ مولیٰ ہوں دیوانہ جسے کہیے



کیا اب تمھاری چشمِ عنایت نہیں رہی
تسکینِ قلب کی کوئی صورت نہیں رہی

اللہ رے بے تیزی قلبِ وقارِ رحمت
اپنے سوا کسی سے شکایت نہیں رہی

اب دل میں تیرے غم کے سوا جانِ آرزو
ارماں نہیں رہا کوئی حسرت نہیں رہی

کہنا تھا جو بھی اُن سے لگا ہوں نے کہہ دیا
اب عرضِ آرزو کی ضرورت نہیں رہی

وہ خبر وہ ہے اب مری ہستی کا مدعا
دُنیا کی کچھ نگاہ میں قیمت نہیں رہی

صَادِق مرے ہی جذبہٴ دل میں ہے کچھ کمی
میں کیوں کہوں کہ اُن کو محبت نہیں رہی



عشق تو نام اضطراب کا ہے
اس میں ہر کام اضطراب کا ہے

مضطرب کر گئی نگاہ دوست
دل پر الزام اضطراب کا ہے

اُن کی رفتار حشر کا پیغام
کیا ہنگام اضطراب کا ہے

ایسا تری یاد میں مرا عالم
صبح و تا شام اضطراب کا ہے

زندگی میں سکون کیا معنی
زندگی نام اضطراب کا ہے

مجھ کو اُن کی تلاش ہے صادق
میرا ہر گام اضطراب کا ہے



تھارے آستان سے جس کو نسبت ہوتی جاتی ہے
اُسے حاصل زمانے بھر کی رفعت ہوتی جاتی ہے

کچھ اس انداز سے اُن کی عنایت ہوتی جاتی ہے
تماشا گاہِ عالم میری صورت ہوتی جاتی ہے

تھارے حسن کے جلوے نگاہوں میں سمائے ہیں
ہماری زندگی تصویرِ حیرت ہوتی جاتی ہے

تمھاری یاد نے وہ روشنی بجھتی ہے اشکوں کو
کہ ان سے میرے غم خانے کی زینت ہوتی جاتی ہے

رضائے دوست کی پھر منزلیں آسان ہوتی ہیں
نظر جب واقعہ رازِ مشیت ہوتی جاتی ہے

وہ جب ساغر پلانا چاہتے ہیں حتم میگوں سے
تو پھر ہر ایک پران کی عنایت ہوتی جاتی ہے

مرے ذوقِ تمنا کی حقیقت پوچھتے کیا ہو
آنکھیں بھی اٹھیں تو کچھ مجھ سے ٹھٹھتی جاتی ہے

مری ہستی ہے آئینہ ترے رخ کی تجلی کا
زمانے پر عیاں تیری حقیقت ہوتی جاتی ہے

اسی کا نام شاید عشق کی معراج ہے صادق
مرے غم کی کہانی وجہ شہرت ہوتی جاتی ہے



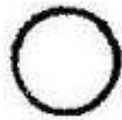
بندۂ عشق پہ الزام دھرے جاتے ہیں
ان کے ہر روز نئے نام دھرے جاتے ہیں

جب سے حق بات پہ مٹنے کی قسم کھائی ہے
لوگ کچھ اور ہی الزام دھرے جاتے ہیں

پی نہیں سکتے جنہیں رندِ خرابا بست جہاں
میرے ہی سامنے وہ جام دھرے جاتے ہیں

زندگی میں کوئی تسکین کی صورت نہ رہی
قبر میں تو پئے آرام دھرے جاتے ہیں

فطرتِ عشق نہ بدلی ہے نہ بدلے گی کبھی
آپ صادق پہ ہر الزام دھرے جاتے ہیں



کیا کہیں ہم عشق میں کیا بن گئے
ہر نظر میں اک تاشابن گئے

بندہ پرور کی عنایت ہو گئی
ہم محبت کا سراپا بن گئے

عشق کی معراج ہے ہم کو نصیب
تیری صورت، تیرا نقشہ بن گئے

بارِ ہستی سے سبکدوشی ہوئی
آج ہم تیری تمنا بن گئے

تم سے ہے میری حیات و کائنات
تم سے میرے دین و دنیا بن گئے

یہ تو ازش یہ کرم یہ التفات
آپ صادق کے مسکایا بن گئے



وہ بہارِ چین بن کے آتے رہے
بنزمِ عالم کو رنگیں بناتے رہے

سیکڑوں غم کے طوفان آتے رہے
ہم مگر عمر بھر مسکراتے رہے

جس قدر حادثے پیش آتے رہے
کچھ مرے جو صلے ہی بڑھاتے رہے

ہم محبت کو پیہم چھپاتے رہے
اشکِ غم پھر بھی آنکھوں میں آتے رہے

اُن پہ کھلتا رہا زندگی کا بھرم
تیرے کوچے میں جو آتے جلتے رہے

دو جہاں میں آنکھیں سر فرازی ملی
تیری چوکھٹ پہ جو سر جھکاتے رہے

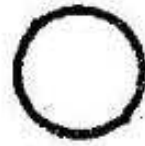
جب بھی اُن کی نگاہیں اُٹھیں بزم میں
ہوش والوں کے بھی ہوش جاتے رہے

گردش جام چلتی رہی بزم میں
وہ نگاہوں سے ساغر پلاتے رہے

احتراماً نظر بزم سے اُٹھی نہیں
وہ تو چہرے سے پردہ اُٹھاتے رہے

آندھیاں یا اس و حرمال کی چلتی رہیں
ہم چراغِ تمنا جلاتے رہے

ڈمگائے تہ صادق ہمارے قدم
وہ ہمیں ہر نفس آزاتے رہے



تمہارے در پہ سر اپنا جھکا رہا ہے کوئی
یہیں سے مقصدِ دل اپنا پار رہا ہے کوئی

بہار لے کے نگاہوں میں آ رہا ہے کوئی
میری حیات کا گلشن سجا رہا ہے کوئی

نیاز و ناز کا عالم نہ پوچھتے مجھ سے
حجابِ میری نظر سے اُٹھا رہا ہے کوئی

چلے بھی آؤ کہ مدت سے انتظار میں ہے
تمہاری راہ میں آنکھیں بچھا رہا ہے کوئی

کبھی تو ایک نظر بندہ محبت پر
تمہارے عشق میں خود کو مٹا رہا ہے کوئی

اسی کا نام تو فیضانِ عشق ہے صادق
دل و نگاہ کو کھریا دیا رہا ہے کوئی



محبت روز کروٹ لے رہی ہے
جنوں افروز کروٹ لے رہی ہے

ترے دیوانے کی ہر صبح رنگیں
سبق آموز کروٹ لے رہی ہے

محبت میں ہماری زندگی
طرب افروز کروٹ لے رہی ہے

خدا رکھے تری محشر خرامی
قیامت روز کروٹ لے رہی ہے

خدا جاتے وہ کب آئیں گے صادق
تمنا روز کروٹ لے رہی ہے



مرے مالک مجھے ایسی نظر دے
جو ذوق دید کی تکمیل کر دے

عطا کر دے مجھے بھی ذوقِ سجدہ
شعورِ بزرگی بیدار کر دے

بڑی بے رنگ سی ہے دل کی محفل
ہری ہستی میں اپنا رنگ بھر دے

میں اک مدت سے تشنہ لب ہوں ساقی
نگاہِ مست سے مخمور کر دے

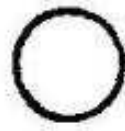
نقابِ رُخ اٹھا لے جانِ عالم
سکونِ قلب، آرامِ جگر دے

نہ چھائے جس پہ دُنیا کا اندھیرا
ہری ہستی کو وہ نورِ سحر دے

بہت تاریک ہیں دُنیا کی راہیں
شجلی سے نظرِ تابندہ کر دے

ترا ارمان ہے تیری تمنا
سوال ہوں مرے دامن کو بھرو دے

نگاہِ دوست کا نشا ہے صادق
تو اپنی زندگی قربان کر دے



دل کی آواز نظر ہے تیری
عشق کا راز نظر ہے تیری

مردہ جذبات ہوئے ہیں زندہ
حسنِ اعجاز نظر ہے تیری

مجھ کو دنیا کی نہیں کچھ پروا
میری دم ساز نظر ہے تیری

تجھ سے کیا حال کہوں میں دل کا
محرم راز نظر ہے تیری

میرے دل کو بھی مجھی اکر دے
آئینہ ساز نظر ہے تیری

وجد میں یوں بھی ہے روح صادق
نغمہ و ساز نظر ہے تیری



آپ تک بات ہماری پہنچی
 شرحِ حالات ہماری پہنچی

جس جگہ کوئی نہیں پہنچا تھا
 اُس جگہ ذات ہماری پہنچی

کیوں سنی جاتی نہ دل کی آواز
 عرش تک بات ہماری پہنچی

اُن کی خاطر جو مٹایا خود کو
 پھر کہیں بات ہماری پہنچی

جان و دل تذر کئے اے صادق
 اُن کو سونمات ہماری پہنچی



تیری نظر سے دل کو سکوں ہے قرار ہے
تیرے کرم سے میرے چین میں بہا رہے

ہر غم پہ مسکرانا ہمارا شعار ہے
بنیادِ ظُروفِ عشق بہت پائیدار ہے

بندہ نواز مجھ کو بھی توفیق مست کردے
میرے دل و نظر پہ تجھے اختیار ہے

بندہ گناہ گار ہے کچھ اس میں شک نہیں
تیری نگاہِ لطف کا اُمیدوار ہے

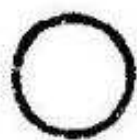
یہ کون آج بزمِ تمنا میں آگیا
نیکھرا ہوا نگاہ میں رنگِ بہار ہے

مجھ سے اگر زمانہ بھی برگشتہ ہو تو ہو
میں مطمئن ہوں میری طرف چشمِ یار ہے

دنیا سمجھ رہی ہے مرا کوئی بھی نہیں
مجھ کو یقین ہے مرا پروردگار ہے

بختا ہے عشق تے مجھے وہ دورِ زندگی
شوقِ وصال ہے نہ غمِ انتظار ہے

لاکھوں چراغ ہم سے کریں گے ضیا طلب
صادق ہمارے دل میں غمِ عشقِ یار ہے



ساتی تری آنکھوں کی تسخیر کا کیا کہنا
ہے وجد میں اک عالم تاثیر کا کیا کہنا

ہر دل ہے تمنا ہر آنکھ ہے شیدا
اُس جاں دو عالم کی تصویر کا کیا کہنا

کونین کا ہر گوشہ جلوں سے منور ہے
اے حسنِ ازل تیری تصویر کا کیا کہنا

بے دام جو بکتا ہے بازارِ محبت میں
اُس بندہ مولا کی تقدیر کا کیا کہنا

رندانِ محبت کے ہیں قلب و نظر روشن
مینخانہ عرفاں کی تصویر کا کیا کہنا

صد شکر خطائیں بھی صادق مرے کام آئیں
مائل بہ کرم ہیں وہ، تفسیر کا کیا کہنا



میں نے تلاش کر کے ہر اک دل کشتی کی بات
کہہ دی ہے اک جہاں سے تری سادگی کی بات

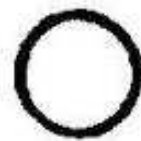
تعریف تو سنی ہے بہت قلد کی مگر
تیری گلی کی بات ہے تیری گلی کی بات

کہتے ہیں مسکرا کے مرے عرض حال پر
تیری تو بات بات ہے دیوانگی کی بات

میرے لئے تو دونوں ہیں تیرے کرم فیض
کوئی الم کی بات ہو یا ہو خوشی کی بات

مقصود ان کو نقشِ کفِ پائے دوست ہے
اہل جنوں سے پوچھے کوئی بزدگی کی بات

صادق میر نیاز جھکاتے رہے بہت
جب تک نہ دل جھکانے ہی بزدگی کی بات



محبت کے لئے دیوانہ پن تک کون پہنچے گا
ہمیں پہنچیں گے جانِ انجمن تک کون پہنچے گا

ازل ہی سے ہمیں تو پیرِ مستحبانہ سے نسبت ہے
ہماری طرح صہبائے کہن تک کون پہنچے گا

ہمیں ہے انسیتِ خاروں سے پھولوں سے محبت
بقدرِ ذوق اُس جانِ چین تک کون پہنچے گا

عجمِ فرقت میں اشکوں کی روانی دیکھتے والو!
 مری آنکھوں کے ان گنگ و جن تک کون پہنچے گا

ہمیں تو ہیں چراغِ راہِ منزل تیری راہوں میں
 ہمارے بعد تیری آنجن تک کون پہنچے گا

خدا رکھے تمھاری شانِ محبوبی کا یہ عالم
 حسیتوں میں تمھارے یاں تک کون پہنچے گا

ہمیں پر ختم ہے صحرا تو روی اہلِ وحشت کی
 ہمارے بعد پھر دشت و دمن تک کون پہنچے گا

حیلا دول گا میں سوزِ عزم سے یدرینِ گلشن کو
 مرے ہوتے ہوئے میرے چمن تک کون پہنچے گا

خجست کا نہیں عرفان جب صادق زلمے میں
 ہمارے ہدیہ دل کی لگن تک کون پہنچے گا



کس قدر تابت رگی ہے عاشقی کی راہ میں
روشنی ہی روشنی ہے زندگی کی راہ میں

کاش وہ تدرانہ عشق و وفا کر لے قبول
جان و دل لے کر چلے ہیں ہم اسی کی راہ میں

سوچتا ہوں اپنے دامن کو بچاؤں کس طرح
ہر طرف کانٹے بچھے ہیں دوستی کی راہ میں

اپنے اپنے طرف پر مبنی ہے حاصل عشق کا
غم سے آسودہ ہوا ہوں میں کسی کی راہ میں

جیتے جی تو کش مکش ایسا ختم ہو سکتی نہیں
عمر بھر سو دو تریاں ہیں آدمی کی راہ میں

آخر آخر مل گیا صادق نشاطِ زندگی
اول اول کھو کریں کھائیں کسی کی راہ میں



کسی کو جب مراد یوانہ پن یاد آگیا ہوگا
تو پھر اہل محبت کا چلن یاد آگیا ہوگا

بہر ساعت ہیں جلووں کے لئے جو مضطرب تھیں
لگا ہوں کو وہ جہانِ انجمن یاد آگیا ہوگا

جتنکِ شوق کی سرگرمیاں جو رنگ لائی ہیں
بہاریں دیکھ کر رشکِ حین یاد آگیا ہوگا

دہی تو رو رہے ہوں گے لہوائے شام تنہائی
جیتھیں غربت کی راہوں میں وطن یاد آگیا ہوگا

تعجب ہے سرِ محفل ہیں اُن کی آنکھ میں آنسو
کوئی افسانہ اُن کو دل شکن یاد آگیا ہوگا

محبت آفریں نعمات ہیں اب اُن کے ہر نعل پر
اُنھیں صادق کا انداز سخن یاد آگیا ہوگا



بزمِ جہاں میں کون ہے جس پر تیرے انعامات نہیں
کس پر تیرا لطف نہیں ہے کس پر احسانات نہیں

تیرے ہاتھ میں ہاتھ ہے میرا یہ دنیا کی بات نہیں
تیرے کرم کا فیض ہے درتہ میری کچھ اوقات نہیں

میرا چشمِ شوق میں تم سے بہتر کوئی ذات نہیں
روٹھ گئے تم عرضِ طلب پر تو کوئی بات نہیں

آپ ذرا شریفیت تو لائیں آپ ذرا رحمت تو کریں
 آپ کو ہم جاں پیش کریں گے اور کوئی سوغات نہیں

میرے ذوق دید کا عالم جو کل تھا وہ آج بھی ہے
 کس نے کہا اب عشق و طلب میں میرے وہ جذبات نہیں

میرے دل کے ہر گوشے میں تم ہی تم ہو جلوہ نما
 میری محبت کے گلشن میں اور کسی کی ذات نہیں

میری زبانِ دل پر ہر دم ذکر ہے تیرا نام ترا
 جن میں تیری یاد نہ آئے وہ میرے دن رات نہیں

تیری شانِ بندہ نوازی سارے جہاں میں ہے مشہور
 جس کو چاہے اُس کو نوازے تیرے لئے کچھ بات نہیں

اپنا لوتے مجھ کو بتایا۔ غم سے نوازا۔ درد دیا
 تیری ذاتِ پاک کے صدقے تجھ سے کوئی ذات نہیں

تیری جفاؤں کے دامن میں میں نے وقائیں بھر دی ہیں
پھر کھی تیرے عشق میں مجھ پر کیا کیا الزامات نہیں

میرے دل پر کیا گزری ہے تم سے بچھڑ کر فرقت میں
رہنے دو یہ بات نہ پوچھو کہنے کی یہ بات نہیں

آپ مرا کچھ حال نہ سمجھیں بات یہ کیسے ممکن ہے
کیا میرے اشکوں کی روانی تفسیر حالات تمہیں

عشق کی بازی ہے وہ بازی ہمارے کہ جیتی جاتی ہے
آپ یہ سمجھے مات ہوئی ہے میرے لئے یہ مات نہیں

صَادِق تیرے در کا گدا ہے صَادِق پر بھی حشمتِ کرم
بخش دے اپنے حُسن کا صدقہ اور کوئی تیرا ساتھی نہیں



آپ کے غم دل میں جو بستے رہیں
ہم پر آسمان عشق کے رستے رہیں

تیرے دیوانے نہ بدلیں گے چلن
لاکھ دنیا کے ستم ڈستے رہیں

عشق کی قیمت ہمیں معلوم ہے
جان بھی جائے تو ہم بستے رہیں

قائم و دائم رہیں دیرو حرم
آپ سے ملنے کے کچھ رستے رہیں

عمر بھر ہم بھی رہیں گے گامزن
لاکھ پر ختم عشق کے رستے رہیں

کس کو صادق عشق میں الزام دول
جب مجھے جذبات ہی ڈستے رہیں



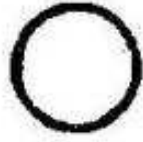
ترے چشمِ کرمِ رحمت بنے گی
دل و جاں کے لئے راحت بنے گی

بنے گی آپ کی نسبت سہارا
یہ وجہ بخشش و رحمت بنے گی

عطا کر دو مجھے اپنی محبت
مرے دل کی یہی دولت بنے گی

تو مجھے اے بندہ پرور
نگاہِ لطف سے قسمت بنے گی

کرم درکار ہے صادق کو تیرا
یہی جینے کی اک صورت بنے گی



ٹھہر جاؤ نہ جاؤ چاند تارے ڈوب جاتے دو
تمناؤں کے یہ روشن سہارے ڈوب جاتے دو

خدا را میرے اشکوں کو نہ لو تم اپنے دامن میں
مرے دریائے ہستی کے کنارے ڈوب جاتے دو

نہ گہراؤ چمک اٹھے گاروئے ماہ تاباں بھی
ذرا تم شب کے پروردہ تمارے ڈوب جاتے دو

وہ جن سے جذبہ جوشِ جہول ملتا ہے الفت میں
مرے ساغر میں تم ایسے اشارے ڈوب جاتے دو

مقامِ زندگی ملتا ہے فیضِ عشق سے صادق
مرے دل میں محبت کے شرارے ڈوب جاتے دو



جب سے تمھاری راہ میں ہم گامزن ہوئے
 قصے بیاں ہمارے چمن درچمن ہوئے

اب لاج رکھ نہ رکھ یہ تجھے اختیار ہے
 رُسوا ترے لئے تو ترے خستہ تن ہوئے

ہونے کو اور بھی ہیں بہت سے حسین مگر
 وہ آپ ہیں جو زینتِ ہر انجمن ہوئے

جب سے میں تیرے جلوہ رُخ پر تار ہوں
میری نظر میں مایہ گل و یاسمن ہوئے

عشق و وفا کو بخش گئے عمر جاوداں
وہ اہل دل جو زینتِ دارورسن ہوئے

لائی ہے رنگِ آبلہ پائی بہار میں
مانوس ہم سے سینکڑوں دشت و دمن ہوئے

جن کی کھی مجھ کو ایک زمانے سے آرزو
صد شکر میرے دل میں وہ جلوہ فگن ہوئے

ایک ایک شعر پر ملی کاوش کی ہم کو داد
ہم ان کی انجمن میں جو گرم سخن ہوئے

اُس چشم التفات کا فیضان دیکھئے
صداں ہم اپنی ذات سے اک انجمن ہوئے



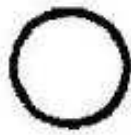
تمہارے عشق کی صہبیا ہمارے ساتھ جائے گی
سرور و کیفیت کی دنیا ہمارے ساتھ جائے گی

ہمارا گوہر مقصودین کر ہی زمانے سے
تمنائے رُخ تریبا ہمارے ساتھ جائے گی

نشاطِ عشق سے ہم کو ہے نسبت ہم ہیں دیوانے
بہارِ حسن کی دُنیا ہمارے ساتھ جائے گی

نہ ہوگی کوئی مشکل ہم کو منزل تک پہنچنے میں
تجلیِ نقوشِ پا ہمارے ساتھ جائے گی

ہمیں معلوم ہے اہل جہاں کی دوستی صادق
یہ دُنیا دو قدم بھی کیا ہمارے ساتھ جائے گی



تشمیح کی زندگی تو کچھ بھی نہیں
عمر اک رات کی تو کچھ بھی نہیں

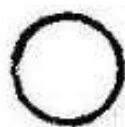
اُن کی حسرت میں خود فنا ہو جا
ہوش کی زندگی تو کچھ بھی نہیں

جلوہ رُوئے یار کیا کہتا
دہر کی دلکشی تو کچھ بھی نہیں

اُن کے قدموں پہ جب نہ سیرے ہوں
شوکتِ زندگی تو کچھ بھی نہیں

شدتِ درد اور بڑھنے دو
عشق میرا ابھی تو کچھ بھی نہیں

راہِ عشق و طلب میں اے صادق
عقل کی رہبری تو کچھ بھی نہیں



عشق کی پرواز کچھ ہے تو سہی
 قریب بزم تاز کچھ ہے تو سہی

عرض کر دیتا ہوں اُس سے حال دل
 وہ ہر آدم ساز کچھ ہے تو سہی

میں ترے حُسنِ تلبسم کے نشار
 لطف کا انداز کچھ ہے تو سہی

درد کی دولت میسر ہے مجھے
دل آئینِ راز کچھ ہے تو سہی

ہل رہا ہے اک ناکِ غم کا پیغام
زیست کا آغاز کچھ ہے تو سہی

عشق کے نعش میں ہر شام و سحر
دل میں سوز و ساز کچھ ہے تو سہی

زندگی ہے مصیبت کا آئینہ
پھر بھی اس پر ناز کچھ ہے تو سہی

فیضِ ماقطاع سے ہمارے جام میں
بارگاہِ شیراز کچھ ہے تو سہی

وہ بھی صادق گوشِ برآواز میں
اب مری آواز کچھ ہے تو سہی



تمھاری راہ میں اپنی وفا سنبھل کے چلے
ہے اور بات کہہ سکتے بدل بدل کے چلے

طوائف کو چہ جاتاں تھی آرزو، جن کی
وہ راہِ عشق میں مثلِ چراغِ جہل کے چلے

ہزاروں طالبِ دیدارِ پریش کھو بیٹھے
حرمِ ناز سے جس وقت وہ نکل کے چلے

غم و الم انھیں بچتے جہاں کے لوگوں نے
تمھارے عشق کے سائے میں جو بھی ڈھل کے چلے

شہیدِ عشق کا خون رنگِ لا کے رہتا ہے
مٹا رہے تھے جو مجھ کو وہ ہاتھ مل کے چلے

جو ممالی طرف نہیں تھے وہ ہو گئے مغرور
جو ممالی طرف تھے صادق وہ کہا چل کے چلے



تم اپنی طلب میرے امکان میں رکھ دینا
یہ دولتِ ایماں بھی ارمان میں رکھ دینا

جو راز تمہارا ہے جو بات تمہاری ہے
وہ میرے قسائے کے عنوان میں رکھ دینا

ہر شے میں تمہاری ہی تصویر نظر آئے
ایسی بھی ادا کوئی پہچان میں رکھ دینا

تم سائے آجانا موجوں کے تلاطم میں
منظر کوئی ساحل کا طوفان میں رکھ دینا

دیدار کی حسرت میں ایک ایک نفس گزرے
یہ ذوق بھی بستے کے عرفان میں رکھ دینا

صداق کے لئے آقا اک جام سے کوثر
تم اپنی لگا ہوں کے فیضان میں رکھ دینا



اگر مجھ پر تری چشم عنایت اور ہو جاتی
 تو میری زندگی کی زینب و زینت اور ہو جاتی

مجھے ایثارِ اُلفت پر جو قدرت اور ہو جاتی
 نگاہِ دوست میں کچھ میری قیمت اور ہو جاتی

مرا ظلمت کدہ بھی مطلع انوار ہو جاتا
 مریے دل میں جو روشن شمع اُلفت اور ہو جاتی

جو تم میرے دلِ بیباد کو آباد کر دیتے
تو میرے عمِ گدے کی شان و شوکت اور ہوجاتی

میری ہستی اگر آئیے۔ یہ جاتی مجتہد کا
تمہارے حسن کی دنیا میں شہرت اور ہوجاتی

بہت اچھا کیا ہوتا رہے تم لاکھ پردوں میں
نہیں تو میرے قلبِ دجال کو وحشت اور ہوجاتی

اگر تم دیکھ لیتے مجھ کو اپنی چشمِ میگوں سے
میری نظروں میں ہر شے کی حقیقت اور ہوجاتی

گناہوں کا ہر اک دھبہ میرے نامن سے دھل جاتا
جو مجھ پر بادشہِ انوار و رحمت اور ہوجاتی

جو تم کچھ اور الطاف و کرم سے کام لے لیتے
تو پھر مشہور صداق کی صداقت اور ہوجاتی



جب کوئی برق نظروں سے مرے آن ملی
میری آنکھوں کو ترے حُسن کی پہچان ملی

چارہ سازی کے لئے یوں تو زمانہ تھا مگر
تیری ہی ذات مرے درد کی درماں ملی

◦ حادثہ جیسا بھی مجھے پیش کوئی آیا ہے
آپا کی ذات پس پردہ نگہیاں ملی

تیری یادوں کے دیئے دل میں جلا تو لیتے
غم دُنیا سے نہ فرصت کسی عنوان ملی

◦ کیا ہوا جو نہ بلا عیشِ جہاں اے صادق
لذتِ عشق تو دل کے لئے ہر آن ملی



بخش دے اپنی محبت میرے دل کو شاد کر
اب تو پاس بر باد گھر کو بھی ذرا آباد کر

میں تو بیزہ ہوں مرا شیوا ہے تسلیم و رضا
برے حق میں تو جو چاہے شوق سے ارشاد کر

ہر قدم ہے آزمائش ہر قدم ہے امتحان
اے خیال دوست اب تو ہی میری امداد کر

خود ہی وہ مجبور ہو جائیں عنایت کے لئے
رُو برو اُن کے کبھی اس درد سے قریا دگر

عشق میں تو اپنی ہستی کا لگاں بھی کفر ہے
بھول جا خود کو، بہر صورت اُسی کو یاد کر

گوشہ دل میں چھپالے جو بھی غم صادقِ طے
اس طرح محکم تو اُن کے عشق کی بنیاد کر



تیری ہستی ہے اک۔ ایسا آفتاب
جس نے ذروں کو عطا کی آب و تاب

تجھ سے روشن ماہتاب و آفتاب
غنچہ و گل میں ترا حسن و شباب

ہر حقیقت ہو رہی ہے بے نقاب
کھل رہے ہیں مجھ پر سب عیب و ثواب

مَر جیا اے دستِ احساںِ خودی
زندگی کے رُخ سے اُٹا ہے نقاب

وہ مری دُنیا ائے دل میں آگئے
مل گئی مجھ کو مری تعبیرِ خواب

تعمیرِ غم کے سوا کچھ بھی نہیں
چھپڑے کیوں ہو مرے دل کا رباب

ہم نے طے کی ہیں وقتِ ساقیِ مترس
ہم نے دیکھے ہیں ہزاروں انقلاب

آسرا ہے تیری رحمت کا مجھے
میرے دامن میں ہیں عصیاں بے حساب

پیرِ مہمانہ کے لُطفِ خاص نے
مجھ کو اے صادق کیا ہے انتخاب



چشم ساقی کی مہربانی سے
مست ہوں کیفیت جاودانی سے

روشنی ہے غریبِ قافلے میں
تیرے جلووں کی صوفشانی سے

سجھ کو پہچان ہی لیا میں نے
تیرے اندازِ مہربانی سے

بنیم کوئین جگمگاتی ہے
رُوئے جاناں کی صوفشانی سے

میری کشتی کو بل گیا سے اہل
ماخذِ تیری پاسبانی سے

مجھ کو صداقت نہ کیوں کہے دُنیا
کام لیتا ہوں حقِ بیانی سے



میں کہاں تھا رسائی کے قسابل
تو نے بختی مجھے میری منزل

یوں تو کچھ بھی نہیں تیرے قابل
پیش خدمت ہے تدرائے دل

کام آیا ہے تیرا سہارا
سخت تر رکھے وفا کے مراحل

میرے دل نے تمہیں کو لیکارا
آپڑی مجھ پر جب کوئی کھشکل

تو نے اعزاز دیدار بختیا
میں نہ تھا تیرے جلوؤں کے قابل

میں ہوں صادق پرستار جاناں
کو چہ عشق ہے میری منزل



عشق میں ہر منزلِ دشوار سے گزرے ہیں ہم
 کربلا سے مصر کے بازار سے گزرے ہیں ہم

دشت و صحرا سے گل و گلزار سے گزرے ہیں ہم
 ہرگز رگاہِ دیارِ یار سے گزرے ہیں ہم

ہم نے طے کی ہیں رہِ صبر و رضا کی منزلیں
 عشق میں ہر کوچہ و بازار سے گزرے ہیں ہم

توڑ کر قیدِ تین چھوڑ کر اپنا خیال
گاہِ گاہِ جلمہ گاہِ یار سے گزرے ہیں ہم

ہم سے پوچھو ہم بتائیں گے تمہیں معراجِ عشق
پردہ ہائے حسن کے اسرار سے گزرے ہیں ہم

عشق میں بے سود ہوتی ہے خرد کی رہبری
ہوش کھڑ کر عالمِ انوار سے گزرے ہیں ہم

پیکرِ ایثار و قربانی ہماری ذات ہے
امتحانِ عاشقی میں دار سے گزرے ہیں ہم

ہم نے رندی میں بھی آدابِ وفا چھوڑے نہیں
بجو رندی میں بھی بہت ہشیار سے گزرے ہیں ہم

ہم ہیں اے صادقِ امینِ راز ہائے زندگی
مسکرا کر اس رو پر ہنسا سے گزرے ہیں ہم



غم لاکھ میں دل میرا پریشاں تو نہیں ہے
یہ تیرا کرم اے شہِ خوں تو نہیں ہے

ہر منزلِ ہستی سے گزر جاتا ہوں بے خوف
ہمراہ مرے آپ کا ارماں تو نہیں ہے

انوارِ وحی کا گلستاں ہے نظر میں
یہ معجزہ جلوۂ جاناں تو نہیں ہے

تعبیرِ بھئی تم ہو مرے خوابِ حسیں کی
دنیا مرے خوابوں کا گلستاں تو نہیں ہے

ہے لاکھ حجابوں میں حرا حسنِ مگر تو
میری رنگِ شوق سے پہناں تو نہیں ہے

صادق ہے ترے دل میں مجستہیِ محبت
یہ اُن کی عنایات کا احساں تو نہیں ہے



عشق میں جو لوگ تیرے در کی دربانی کریں
اُن کو حق حاصل ہے وہ دنیا کی سلطانی کریں

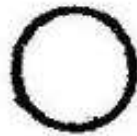
اُن کو حاصل دو جہاں میں سرقراری کیوں نہ ہو
استان پر آپ کے جو پیش پیشانی کریں

مجھ کو دنیا کے کسی طوفان کا غم ہو کس لئے
آپ جب میرے سینے کی نگہبانی کریں

اور بھی شکلیں ہیں اے جوشِ جنوں معراج کی!
کس لئے اہلِ وفا پھر چاکدانی کریں

جن کے ہاتھوں سے ہوئی پامال میری زندگی
کیا تعجب ہے وہ اظہارِ پشیمانی کریں

وقت ہے اب جس قدر بھی نغز شمس صادق ہوئیں
اُو اب اپنے گناہوں پر پشیمانی کریں



جہاں میں کون تجھ سا خوب رو ہے
سراپا حسن کی تصویر تو ہے

نگاہِ آرزو میں جب سے تو ہے
طبیعت بے نیاز رنگا و بو ہے

مری ہر بات تیری گفتگو ہے
ہرے احساس کی گویا ہی تو ہے

یہ ہے معراجِ فوقِ بستِ گِ کی
 ہرے در پر چینِ آرزو ہے

تصدق کیوں نہ ہوں تجرِ پردل و جاں
 میں پروانہ ہوں میری شمع تو ہے

تیری ذاتِ مبینی کا میں ہوں منظر
 مری صورت کے آئینے میں تو ہے

مرا ہر اشک ہے افسانہِ غم
 مرے ہر اشک میں دل کا لہو ہے

ہے تیری ذات پر مجر کو بھر و سہ
 مرے عزم و یقیں کی جان تو ہے

مہک اٹھا خیمالوں کا گلستاں
 نظر میں تیری زلفِ مشک بو ہے

مرے ہر سانس میں ہے تیری خوشبو
میں تیرا ہوں مری آواز تو ہے

کئے سیراب میں تے دشتِ دھرا
مرا ذوقِ جنتِ اب سرخرو ہے

تیری ہستی سے رونق ہے جہاں کی
ترا جلوہ جہاں میں چار سو ہے

دلِ وحشی تری وحشت کے صدقے
عجب انداز کا دیوانہ تو ہے

مہار اکہہ رہی ہے مجھ کو دُنیا
نہا رے ہاتھ میری آبرو ہے

تطر صادق کی ہے تیرے کرم پر
خطائیں بخش دینا تیری خو ہے



تظروں نے مری اُس گلِ خستراں کو چننا ہے
 اوقت کے لئے جانِ گلستاں کو چننا ہے

کیا پیش کریں تجھ کو محبت کی طلب میں
 بس ہم نے پئے نذر دل و جاں کو چننا ہے

رازِ حرم و دیر سے واقف ہے ہر ادا
 سیروں نے ہرے کوچے جاناں کو چننا ہے

دل اپنا نہیں بادۂ رنگیں کا طلب گار
 ہم نے نگہ ساقی دوراں کو چننا ہے

اُس رشکِ میجا سے لگا رکھی ہے اُمید
 بیمارِ غمِ عشق ہوں، درماں کو چننا ہے

فردوسِ مبارک ہو تجھے طالبِ فردوس
 صادق نے تو سنگِ درِ جاناں کو چننا ہے



لگا ہیں تھیں جن کی چراغوں کی صنوتک
 نہ پہنچے مرے دل کے داغوں کی صنوتک۔

یہ خورشید و مہتاب اب تک نہ پہنچے
 ترے میکرے کے ایغوں کی صنوتک۔

شب بھر کہتا ہے جس کو زمانہ
 یہ ہے آنسوؤں کے چراغوں کی صنوتک۔

کوئی بھی نہ سمجھا کوئی بھی نہ پہنچا
 ہمارے ہتھارے داغوں کی صنوتک۔

ہے القاس کا سلسلہ ٹوٹنے کو
 یہ صادق ہیں شب کے چراغوں کی صنوتک۔



وہ بھی وقت آیا تھا جب وہ زیبِ قرآنِ یام ہوئے
لیکن تارِ دید کے تھی اہلِ نظر ناکام ہوئے

رفتہ رفتہ جو بخش جنونِ عشق ہمیں لاس آہی گیا
ہر لمحہ تسکینِ دل کو اُن کے جلوے عام ہوئے

اُن کا کیفیت ہے اُن کی مستی اُن کی ہستی رشکِ جہاں
ساتی کی آنکھوں سے میسرینِ رندوں کو جام ہوئے

وہ آنکھیں وہ زلفیں وہ رخ وہ عجزے وہ ناز وادا
کس نے اسیرِ دام کیا ہم خود ہی اسیرِ دام ہوئے

ہم ہیں سرِ ایثارِ عشق و محبت ہم ہیں امینِ سازِ وفا
روتِ ازل سے اپنا تدار دردِ غم و آلام ہوئے

مجھ کو مٹانے میں اے صادقِ دنیا تو سرگرم رہی
لیکن اُن کی یاد کے لمحے جینے کا پیغام ہوئے



سیکڑوں غنچوں میں روح گلستاں کوئی نہ تھا
آپ جیسا خوب روئے دو جہاں کوئی نہ تھا

عشق کی دنیا میں میرا رازِ وال کوئی نہ تھا
صرف میں تھا اور وہ تھے درمیاں کوئی نہ تھا

رنگدہر میں اُن کی مجھ سب سے نشان کوئی نہ تھا
جز میرے میرا شریکِ داستاں کوئی نہ تھا

آپ نے جلوہ دکھا کر بخش دی مجھ کو حیات
 ورنہ پہلے آرزوں کا جہاں کوئی نہ تھا

کہ ہوا کس طرح یہ سرمایہ دل چل گیا
 دل میں جب تیرے سوا جلوہ کجاں کوئی نہ تھا

عشق آگے لے کے پہنچا سرحدِ ادراک سے
 مجھ سے اس منزل میں پہلے کارواں کوئی نہ تھا

کیسے بل جانا ملائک — کو ہمارا مرتبہ
 اُن میں ہم سا قابلِ دردِ تہاں کوئی نہ تھا

حادثے صادق جو پیش آئے ہیں راہِ زلیہ میں
 وہ ہرے مقسوم میں تھے اتناں کوئی نہ تھا



نگارِ حائرہ شیشہ گراں کی بات کریں
 جہاں کو دیکھیں قدرائے جہاں کی بات کریں

ہم اہل عشق نہ سود و زیاں کی بات کریں
 نفسِ نفسِ اسی جانِ جہاں کی بات کریں

ابھی سے ذکر ہے کیا منزلِ آشنائی کا
 ابھی تو گردِ رہِ کارواں کی بات کریں

ہمیں تو تجھ سے تعلق ہے تجھ سے مطلب ہے
زمانے والے بہار و خزاں کی بات کریں

جو چاہتے ہیں کہ روشن ہوں زلیست کی راہ میں
وہ تیری رہنمائی کہکشاں کی بات کریں

کوئی بھی غم اسرارِ غم نہیں دلتا
کسی سے کیا غم سوزِ یہاں کی بات کریں

یہ ہمارا جن کو ملی ہے کریں وہ ذکرِ بہار
اُجڑے والے غمِ آشیان کی بات کریں

ہمارے طرفِ دقا کا یہی لقا ضلّٰہ ہے
رہیں نفس میں مگر گلستاں کی بات کریں

اگر نہ بات کریں کوئے دوست کی صادق
غمِ زمانہ کے مارے کہاں کی بات کریں



ترے دلوانے تیرے سایہ دامن میں رہتے ہیں
جاہل ہوش ہیں وہ اک نہ اک الجھن میں رہتے ہیں

غرض کیا ہے کلیم و طور کا افسانہ ہم جھپٹیں
ترے جلوے نظر کی وادی امین میں رہتے ہیں

نہیں کچھ بھی فقط اپنی نظر کی نارسائی ہے
یہ سب کہنے کی باتیں ہیں کہ وہ دلچسپ میں رہتے ہیں

جہاں زندگی میں ہر طرف رقص بہا رہا ہے
رہے قسمت! وہ میری زلیت کے گلشن میں رہتے ہیں

سوا میرے اب ان اشکوں کی قیمت کون سمجھے گا
جو پلکوں سے ڈھل کر آپ کے دامن میں رہتے ہیں

مجھے معلوم ہے انجام فرط شادمانی کا
ہزاروں رنج و غم صادق مرے دامن میں رہتے ہیں



آپ اگر ہم کو عطا دیدہ بنا کرتے
ہر طرف آپ کے جلووں ہی کو دیکھا کرتے

آپ نے اپنی حقیقت ہی چھپا رکھی ہے
ورنہ سب اہل جہاں آپ کی پوجا کرتے

آپ کے در کو سمجھتے ہیں جو کعبہ اپنا
آپ ہی کہیے کہاں جا کے وہ سجدہ کرتے

اک زمانے سے ہوں اُتیدِ کرم پر زندہ
چشمِ رحمت سے مرے غم کا مداوا کرتے

قافلے والوں میں میرا بھی بھرم رہ جاتا
میری منزل سے جو تم مجھ کو ثنا سا کرتے

التجا اتنی ہے صادق کی سترہ کون و مکان
اپنے جلووں سے مرے دل میں اُجالا کرتے



دل سراپا تو رہوئے تو لگا
جلوہ گاہِ طور ہوئے تو لگا

حشمِ ساقی کی عنایت کے طفیل
تشنہ لبِ مخمور ہوئے تو لگا

صدفشاں دل میں فیضِ عشقِ دوست
جدیہ متعسور ہوئے تو لگا

وہ تصور میں مرے رہنے لگے
ہجر کا غم دور ہونے تو لگا

رنگ لایا میرے نغموں کا سرور
اک جہاں غمور ہونے تو لگا

وہ مرے حالِ زلیوں کو دیکھ کر
لطف پر مجبور ہونے تو لگا

عشق کی تکمیل بھی ہو جائے گی
اُن کا دل مسحور ہونے تو لگا

اور کیا درکار ہے اے عشقِ دوست
درد سے دل چور ہونے تو لگا

شکر ہے صادق بھی سترِ عشق میں
آپ کا مشہور ہونے تو لگا



چراغِ راہِ محبت وہ ہستیاں نہ ہوں
جو بٹ کے تیرے لئے گردِ کارواں نہ ہوں

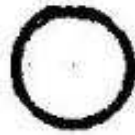
تو لاکھ پردوں میں چھپ کر نہ چھپ سکا ہم سے
حقیقتیں تری ظاہر کہاں کہاں نہ ہوں

رہے جہان کے بڑے پرستم کے بعد
نگاہیں اُن کی مگر مجھ سے بدگماں نہ ہوں

جو تیرے عاشق و شیدا نہ ہو کے دل سے
تصیب ان کو محبت کی تلخیاں نہ ہوں

ابھی ہے جذبہٴ وحشت میں کچھ کمی شاید
جو میرے جامہٴ ہستی کی دھجیاں نہ ہوں

ہزار شعریں سے حسیں کہے صادق
جمالِ دوست کی کیفیتیں بیاں نہ ہوں



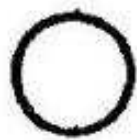
جب کوئی بزم سے محروم کرم جاتا ہے
 آپ کی بندہ نوازی کا بھرم جاتا ہے

تیرے بیمارِ محبت کو ہمیشہ کئے
 نیند آجاتے گی اے جاں کوئی دم جاتا ہے

جب کوئی بات بگڑ جاتی ہے بنتے بنتے
 میرا کیا جاتا ہے تیرا ہی بھرم جاتا ہے

تشرہ جاتا ہے جب رندِ خرابات کوئی
 آپ کی مست لگا ہی کا بھرم جاتا ہے

اک نظر اب تو ذرا عاشقِ صادق کی طرف
 تیرے کوچے سے سزا بندہ عم جاتا ہے



آپ کی چشمِ کرم جلیے گا سماں ہو گئی
میری دُنیا نے محبت بھی درختِ اہل ہو گئی

جب بھاری ذات میرے دل میں بہاں ہو گئی
میری ہستی محرمِ اسرارِ پنہاں ہو گئی

جس کی ہستی آپ کے قدموں پہ قریاں ہو گئی
اس کو حاصلِ عشق میں معراجِ عرفاں ہو گئی

آپ کی ہستی سراپا حُسن کی تنویر ہے
آپ کے جلوؤں سے ہر محفل درختاں ہو گئی

دل کا کاشانہ کسی ظلمتِ کدے سے کم نہ تھا
آپ کی نسبت سے شمعِ دل فروزاں ہو گئی

داورِ محشر نے صادق کی خطائیں بخش دیں
میری چشمِ نم مری بخشش کا سماں ہو گئی



آپ کے پیغام روز و شبِ طے
تک لب کو جامِ روز و شبِ طے

عشق کے انعام روز و شبِ طے
سیکڑوں الزامِ روز و شبِ طے

تم میرے دل میں سما جاؤ اگر
روح کو آرامِ روز و شبِ طے

جو رہے تیری نگاہوں پر نثار
دل وہ زیرِ دامِ روز و شبِ طے

مل گیا دل کو میرے کیفیتِ دوام
اُس نظر کے جامِ روز و شبِ طے

زندگی پر آگیا صادقِ تکھسار
وہ حسینِ آلامِ روز و شبِ طے



میری نظر سے دور کبھی تو نہیں رہا
 ہمارے میری زلیلت کا پہلو نہیں رہا

غم خانہ حیات ترے دم سے ہے چین
 کچھ بھی نہیں رہے گا اگر تو نہیں رہا

کیوں ہوش آ رہا ہے ترے دلفگار کو
 کیا اب تری نگاہ میں جاؤ نہیں رہا

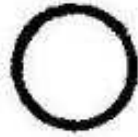
بلے آکھرے ہوئے ہیں وہاں آکھرے تمام
دُنیاے زندگی میں جہاں تو نہیں رہا

جلووں سے تیرے بزمِ جہاں لالہ ناز ہے
کب زینتِ بہارِ چمن تو نہیں رہا

حُسن و جمالِ دہر تھا کچھ ایسا دل فریب
عالم کو اپنے آپ پہ قہر تو نہیں رہا

عصیاں کا درہ ہجوم ہے میری حیات میں
بخشش کا جلیے اب کوئی پہلو نہیں رہا

صادق ہے تیرے حال پہ ساقی کا لطفِ خاص
محرورم التفات کبھی تو نہیں رہا



وہ روٹھ گئے، آگ خستراٹھا طوفان۔ کنارے لے ڈوبے
ارمان بھرے دل کی کشتی اُٹے ہوئے دھارے لے ڈوبے

جب شامِ الم سر پہ آئی تو اشک ہمارے لے ڈوبے
تھانا زہیت ہم کو حین پر ہم کو وہ سہارے لے ڈوبے

اک آگ ہے میرے سینے میں اک درد کا طوقاں ہے دل میں
اس برقِ نظر سے کیا شکوہ جب اپنے خستارے لے ڈوبے

کیوں غرقِ تشاؤ جام نہ ہوں ہیں بادہ گسارِ روزِ آزل
ساقی کی نگاہوں کے ہم کو رنگین اشارے لے ڈوبے

جب اُن کی طرف سے کوئی بھی پیغام نہ آیا اے صادق
امیدوں کے بندھن ٹوٹ گئے، آلام کے دھارے لے ڈوبے



ہجر کی رات جو تارے ٹوٹے
غم کے ماروں کے سہارے ٹوٹے

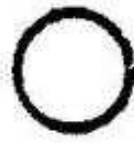
اُن کا اندازِ تکلم تو مہ
بھول بکھرے کہ شرارے ٹوٹے

تیرے بیمار کا درماں نہ ہوا
چارہ سازوں کے سہارے ٹوٹے

دل گئی منزلِ مقصدِ آخر
حوصلے جیب نہ ہمارے ٹوٹے

ہم نے ہر موج کو ساحل سمجھا
جیبِ تلاطم سے کنارے ٹوٹے

غم کا حاصل ہے یہی اے صادق
سکے زلیبت کے سارے ٹوٹے



محبت کی بدولت حُسنِ عالم گیر دکھیں گے
سراپا عشقِ بنِ کریم تری تصویر دکھیں گے

کبھی تو خراب مہتی کی حس میں تعبیر دکھیں گے
جدھر نظریں اٹھائیں گے تری تصویر دکھیں گے

گلتاں درگلتاں جب تری تصویر دکھیں گے
تو ہر غنچے میں ہر گل میں تری تصویر دکھیں گے

جہاں رنگ و بو میں آپ کے جلوے بہت دکھے
اب اپنے آئینے میں آپ کی تصویر دکھیں گے

انہیں کچھ امتحاں منظور ہے میری محبت کا
بٹھا کر روبرو مجھ کو میری تصویر دکھیں گے

ترے رُخ کی تجلی جذب کر لی اپنی ہستی میں
مجھے اب دیکھنے والے تری تصویر دکھیں گے

طواف اپنی ہی ہستی کا کریں گے ترے دیوانے
جب اپنے کعبہ دل میں تری تصویر دکھیں گے

وہ جو چاہیں سزا دیں میرے اس جرم محبت کی
میری فردِ عمل میں عشق کی تصویر دکھیں گے

مزا اُس وقت آئے گا میرے ذوقِ محبت کا
وہ دُنیا سے چھپا کر جب میری تصویر دکھیں گے

میرِ محفل جب اہل دل سُنیں گے میری غزل کو
میرے اشعار میں صادق میری تصویر دکھیں گے



محبت میں کبھی احساس رسوائی نہیں ہوتا
جسے ہو خوف رسوائی وہ سودا کی نہیں ہوتا

مقدّر ہی سے ذوق دید کی توفیق ہوتی ہے
ہر اک دل آپ کے جلووں کا شیرا کی نہیں ہوتا

تو ازا ہے جسے بھی آپ نے اپنی محبت سے
وہ دنیا کی کسی شے کا امتیازی نہیں ہوتا

الچ کر رہ گیا ماحول کی زلفوں میں دل حسین کا
وہ اتنا اپنی ہستی کا شناسا کی نہیں ہوتا

بنایا ہے تماشا مجھ کو میری وحشت دل نے
زمانہ خود کسی کا بھی تماشا کی نہیں ہوتا

بترے غم کے سوا بیمار پیراں کا زمانے میں
کس سے بھی علاجِ شامِ تنہائی نہیں ہوتا

تری قاطر جو رکھ لیتا ہے دل میں غم زمانے کے
پھر اس کا چاکِ دامنِ شکیبائی نہیں ہوتا

تم اپنے چاہنے والے سے کیوں آنکھیں چراتے ہو
کھارا چاہنے والا تماثلی نہیں ہوتا

ہائیں اپنی فقیری پر بجا ہے ناز جو کچھ ہے
بیاں فقر میں کیا حسرتِ داسا کی نہیں ہوتا

خیال ان کا آنکھیں کی یاد ہے ان کا تصور ہے
جہاں میں ہوں وہاں احساسِ تنہائی نہیں ہوتا

قدا کا شکرِ صادق تو جان کا بندہ در ہے
ہر اک دل کو عطا ذوقِ حبیبی سا نہیں ہوتا



جال دوست کی تصویریں کیا ہوں میں
حسین خواب کی تصویریں کیا ہوں میں

تجلیاں رخ روشن کی جذب کر لی ہیں
چراغِ ظُور کی تصویریں کیا ہوں میں

بنادیا مجھے عادل حرمی نگاہوں نے
زہے نصیبِ جہاںگیر بن گیا ہوں میں

جواہلِ دل ہیں بھرد شوق دیکھتے ہیں مجھے
تمہارے ہاتھ کی تحریریں کیا ہوں میں

وہ حادثات محبت میں پیش آئے ہیں
حدیثِ عشق کی تفسیریں کیا ہوں میں

نصیب ہے مرے دل کو متاعِ میداری
تمہارے عشق کی جاگیریں کیا ہوں میں

بلوئے دشت میں اُٹھے ہیں خیر مقدم کو
جنوں کی حرمت و توقیریں کیا ہوں میں

گنا تعازتگاہوں سے ہے امیدِ کرم
سراپا لغزش و تقصیریں کیا ہوں میں

کسی نے اپنا بتایا ہے جیب سے صادق
دعا کے واسطے تاثیریں کیا ہوں میں



حریتِ عشق کی تعلیم پر والوں سے ملتی ہے
وفا کی روشنی ان سوجھتاؤں سے ملتی ہے

یہ دنیا کیا سمجھ سکتی ہے اس رازِ محبت کو
تھارے غم کی دولت کتنے اراٹوں سے ملتی ہے

ہیں خود بھٹکے ہوئے شیخ و برہمن کیا بتائیں گے
خرد والوں کو منزل تیرے دیوالوں سے ملتی ہے

مسلحہل جہتوں کے بعد میں یہ راز سمجھا ہوں
حرم کو جانے والی راہ بیت خاتون سے ملتی ہے

وہی میکش امین رازِ میخانہ بھی ہوتے ہیں
جسکیں مستی تری آنکھوں کے پیمانوں سے ملتی ہے

نہ اپنوں سے غرض کوئی نہ بیگانوں سے کچھ مطلب
طبیعت تیرے دیوانوں کی دیوانوں سے ملتی ہے

نہ ہو معلوم کیسے ان کو میری وجہ سے بربادی
سقیئے کی خیر ساحل کو طوقا لوں سے ملتی ہے

تری شانِ کرم سب سے بڑا گناہ ہے عالم میں
تری تمثیل کب گویا کے سلطانوں سے ملتی ہے

حقائق کے لئے ٹکرائے صادق جو دنیا سے
ہماری زندگی ایسے ہی انسانوں سے ملتی ہے

نذرانہ محبت

قطبِ عالم، عورتِ ثانی حضرت الحاج مولانا
محمد خوشحال شاہ صاحب کی خدمتِ عالی میں

اے ”نذر خوشحال“ اے مردِ مجاہدِ اکمال تیرے اوصافِ حمیدہ کی ہمیں کوئی مثال
زہد و تقویٰ نے تیرے تجھ کو دیا حسن و جمال یہ وہ دولت ہے حقیقت میں نہیں کہ زوال

تیرے آئینے میں حسنِ یار کی تصویر ہے

تو شہنشاہِ حسن کے خواب کی تعبیر ہے

تجھ کو حاصل ہے متاعِ اعتبارِ زندگی چار سانسوں پر نہیں ہے انحصارِ زندگی
ہے زمانے سے جہاں تیرا شمارِ زندگی تیرے قدموں پر تصدق ہے وقارِ زندگی

”قادرِ دلو العالی“ بزمِ کاہے تیرا ع

تا ابد کھلتا رہے تیری تمناؤں کا باغ

تیری ہستی کو بنایا ہے خدائے بے نظیر
تو سخی این سخی ہے تو امیر این امیر
مہرباں تجھ پر ہوتے ہیں اس قدر ابرار
تو ہر اک مجبور و سبکدوش کے لئے ہے دستگیر

تیری درویشی فقیری کو پہنچ سکتا ہے کون
تو جہاں ہے اُس امیری کو پہنچ سکتا ہے کون

مرتبہ تیرا زلمتے نے ابھی سمجھا نہیں
تیرا دل ہے آج اسرار الہی کا امیر
تو حقیقت کا اکسیر آئینہ ہے باہتیں
قطبِ عالم، غوثِ زمانا ہے تری ذات میں

وہ درختانی و تالیانہ تری میرا شبہ ہے

ساج و تخت و ملک عرفان تری میرا شبہ ہے

تیرا ہر عمل اس بات کی تصدیق ہے
تو نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ تری توفیق ہے
میری نظروں میں تو اپنے وقت کا صدیق ہے
یہ خدا کے دو جہاں کی دی ہوئی توفیق ہے

تجھ پہ دامنِ محمد مصطفیٰ اصرار ہے

تیری مستی آج محبوبِ شبہ ابرار ہے

تو غیر توحیدِ دنیا کو سنانا ہے ابھی
نقشِ باطل کا ہر اک دل سے مٹانا ہے ابھی

شیخ کی تعلیم کا سکہ جانا ہے ابھی
تجھ کو دنیا کے ہر اک گوشے میں جانا ہے ابھی

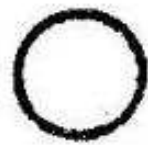
تیری نسبت تیرے صادق کا ہے یہ صادق لہتیں

ہے تری ذاتِ گرامی وار شہِ درین متیں

رَبِّ الْعَالَمِينَ

رحمن و رحیم

خَلَّاقِ دُو عَالَمِ هے تَرِی ذَاتِ عَظِیْمِ
 حَالِ دِلِ مَجْبُورِ سِی وَاقِفِ هے کَرِیْمِ
 صَادِقِ کَالِیْقِیْنِ اُو رِجْهَرِ سِی تُو هے
 هے تِی رَا سِہَارِ اُسے رَحْمٰنِ وِ رَحِیْمِ



انذارِ رحمت

ایسی بھی عنایت کوئی کر سکتا ہے
 بندے سے محبت کوئی کر سکتا ہے
 مانا مرے عصیاں تو بہت ہیں صادق
 انذارِ رحمت کوئی کر سکتا ہے

صدقہ محمدؐ

بندہ ہوں، ترا اور گنہگارِ عظیم
 شرمندہ ہوں اعمال سے اے ربِّ کریم
 صدقے میں محمدؐ کے مجھے بخش دے تو
 ہے ذاتِ مقدّس تری رحمن و رحیم



طفیلِ شہِ خوباں

مٹ جائیں مرے دل سے خیالاتِ زیاں
 سمجھے گا بھلا کون مرا سوزِ نہاں
 کر دے نظر انداز خطائیں میری
 یا رب یہ طفیلِ شہِ خوباں جہاں

جمالِ مدینہ

جلوؤں سے مزین ہے تختل میرا
 اک وادیِ ابن ہے تختل میرا
 ہے میری نگاہوں میں مدینے کا جمال
 عرفان کا گلشن ہے تختل میرا

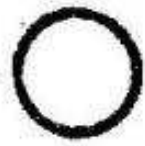


مدارِ توحید

صدرِ لیل و عمر سے ہے بہارِ توحید
 عثمان و علی سے ہے وقارِ توحید
 حسین کے صدقے میں ہے شاداب چمن
 محبوب ہیں خالق کے مدارِ توحید

عشقِ شہِ لولاک

اک جذبہٴ بیباک طلب کرتا ہوں
 حق راہ کا ادراک طلب کرتا ہوں
 کچھ اور نہیں میری تمنا، یارب
 عشقِ شہِ لولاک طلب کرتا ہوں



دامنِ محبوب

گلیوشِ تمناؤں کا گلشن نہ چھٹے
 اس بادۂ سرجوش کا خرمن نہ چھٹے
 چھٹے جائے مرے ہاتھ سے دنیا لیکن
 یارب ترے محبوب کا دامن نہ چھٹے

آنوارِ الہی

مجھ کو بھی اسی راہ کا راہی کہیے
 جس راہ کی غربت کو بھی شاہی کہیے
 سرسبز مدینے کے گلی کوچوں کو
 سرچشمہ آنوارِ الہی کہیے

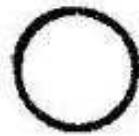


امیدوں کا ساحل

اے جذبہٴ دل سوئے مدینہ لے چل
 مشکل ہے بہت ہجر کا جیتا لے چل
 ساحل تو وہی ہے مری امیدوں کا
 لے چل مری ہستی کا سفینہ لے چل

شبہ کون و مکاں

جب سوئے مدینہ سفر اپنا ہوگا
 پھر منجھ کو عطا دیکھئے کیا کیا ہوگا
 رحمت کا خزانہ ہیں شبہ کون و مکاں
 جو ہوگا مُقدّم میں وہ اچھا ہوگا



شوقِ زیارت

جنتِ مری مولا کے مدینے میں ہے
 پونجی مری طیبہ کے خزانے میں ہے
 گھڑیاں غم پھراں کی کٹیں گی کیوں کہ
 اک شوقِ زیارت ہے جو سینے میں ہے

جانِ حزیں

یہ کون ماریتے ہیں بلکہ ہے یارب
 طیبہ کی زمیں عرشِ بریں ہے یارب
 بیتاب ہیں آنکھیں اُسے کون کر دھیں
 بے چین مری جانِ حزیں ہے یارب



ادائے دلکش

انکھیلیاں کرتی ہوئی پھولوں سے نسیم
 چھو آئی نگر دامنِ زمیں موجِ شمیم
 کس طرح اڑا لائی ادا ئے دلکش
 کیا طوف کر آئی شہِ خواب کا حریم

تمنائے ساحل

رحمت کے خزینے کی تمنا ہی رہی
 بس دل میں مدینے کی تمنا ہی رہی
 بندہ کبھی پہنچے سہرِ ساحل یا رب
 یہ میرے سفینے کی تمنا ہی رہی



راہِ طیبہ

جلوؤں سے درخشاں ہے راہِ طیبہ
 صد شکر کہ پائیدار ہے راہِ طیبہ
 بھٹکے ہیں نہ بھٹکیں گے مسافر جس میں
 والذودہ تائید ہے راہِ طیبہ

ہادی دوراں

اے نائیبِ یزدانِ تو مرا ایماں ہے
 اے ہادیِ دوراںِ تو مرا ایماں ہے
 محکم ہے مرے حسنِ لقیں کی بے نیاد
 اے صاحبِ قرآنِ تو مرا ایماں ہے



قرآن ہی قرآن

ایمان ہی ایمان ہیں تیری آنکھیں
 عرفان ہی عرفان ہیں تیری آنکھیں
 اے رحمتِ عالم ترے جلوؤں کی قسم
 قرآن ہی قرآن ہیں تیری آنکھیں

رحمتِ کوئین

ایمان کی تصویر نظر آتی ہے
 قرآن کی تفسیر نظر آتی ہے
 اے رحمتِ کوئین تری صورت میں
 اللہ کی تصویر نظر آتی ہے



شہنشاہِ اُمم

اللہ کے محبوب، حبیبِ عالم
 پیغمبرِ کوئین، رسولِ اکرم
 بیداریِ دل مجھ کو عطا فرمادو
 حسنین کے صدقے میں شہنشاہِ اُمم

نگاہِ رحمت

الطاف سراپا ہے تری ذاتِ بیسیں
 قریا دہے اے گنبدِ خضرا کے مکیں
 محتاجِ کرم پر بھی نگاہِ رحمت
 لاریب گنہگار ہوں انکار نہیں



سرورِ کونین

آلام کے طوفاں سے نکالو مجھ کو
 ہوں غرقِ گناہوں میں بچا لو مجھ کو
 اے سرورِ کونین شہنشاہِ اُمم
 رحمت کا سہارا دو سنبھالو مجھ کو

سرکارِ مدینہ

ہے دستِ کرم آپ کا دستِ بیزِ دلاں
 بھر دیکھے سرکارِ مدینہ داماں
 امید لگا رکھی ہے کب سے میں نے
 مجھ پر بھی نظر کیجئے شاہِ خوباں



ساقی کوثر

خالق نے بنایا تمہیں سرورِ آقا
 ہے نام تمہارا مرے لب پہ آقا
 مخمور بنا دو مجھے بچو دکر دو
 کہتے ہیں تمہیں ساقی کوثرِ آقا

نیرِ تاباں

پردہ رُخِ روشن سے اٹھایا واللہ
 جلوؤں سے دو عالم کو سجایا واللہ
 اے ماہِ مبیں، نیرِ تاباں تُو نے
 کونین کو پُر نور بنایا واللہ



قبیلہ عالم

تُو قبیلہ عالم ہے، تُو ہی کعبہ دین
 تیرے قدمِ پاک پہ رکھ دی ہے جبین
 جینے کوئی منصب یہ تری مرضی ہے
 صادق کسی اعزاز کے قابل تو نہیں

مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

توحید کی دولت ہیں جناب حیدر
 الوارِ شریعت ہیں جناب حیدر
 برحق ہے گلستانِ حقیقت کی بہار
 تصویرِ رسالت ہیں جناب حیدر



فاتح خیبر رضی

سرکارِ دو عالم کی ضیا شاہِ بخت
 ہیں جانِ جہاں شانِ وفا شاہِ بخت
 زینا ہے لقب فاتح خیبر کا انھیں
 سچ بات ہے، ہیں شیرِ خدا شاہِ بخت

شیریزداں

کتنے بڑے انسان ہیں شیریزداں رض
 سلطانوں کے سلطان ہیں شیریزداں رض
 ہیں قطب و ولی سائے میں ان کے صادق
 الشراک عرفان ہیں شیریزداں رض



آئینہ قرآں

آئینہ قرآں ہیں شہنشاہِ نجف رض
 کوئین میں ذیشان ہیں شہنشاہِ نجف رض
 حق بات کے کہنے میں مجھے عار نہیں
 صادقِ ایمان ہیں شہنشاہِ نجف رض

شہیدِ اعظم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایمان ہے قرآن کے پارے ہیں حسین رضی

معرانج کی منزل کے اشارے ہیں حسین رضی

ہر گام پہ محسوس یہ ہوتا ہے مجھے

عرفان کی راہوں میں سہارے ہیں حسین رضی



چراغِ توحید

لائے ہیں ازل ہی سے دماغِ توحید

روشن ہے شہِ دین سے چراغِ توحید

خونِ ناب سے سیتھے ہیں پیر انمارِ شہر

شاداب ہے سر سبز ہے بارغِ توحید

رضائے حق

مجھ سے کوئی پوچھے تو سہی کیا ہیں حسین رضی
اک عارفِ حق، نورِ سراپا ہیں حسین رضی
گھریار لگاتے ہیں، رضائے حق پر
اللہ کی مرضی سے شناسا ہیں حسین رضی



آئینہ تطہیر

حق راہ کی تصویر حسین رضی آئے ہیں
آئینہ تطہیر حسین رضی آئے ہیں
لاریب انھیں کہئے، شہیدِ اعظم
ایشار کی تصویر حسین رضی آئے ہیں

رفعتِ شہیرہ

آئینِ شریعت کوئی سمجھے تو وہی
 اسرارِ حقیقت کوئی سمجھے تو وہی
 آئینہٴ تسلیم و رضا، بندہٴ حق
 شہیرہ کی رفعت کوئی سمجھے تو وہی



بخشش کی سبیل

سرکارِ دو عالم کے دُلا رہے ہیں حسینؑ
 ارمانِ علیؑ، زہرہؑ کے پیارے ہیں حسینؑ
 ہیں اُمتِ جد کے لئے بخشش کی سبیل
 اللہ کی رحمت کے اشارے ہیں حسینؑ

غوثِ الاظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مخلوق میں ذی شان ہیں غوثِ الاظمؒ

فیضانِ ہی فیضان ہیں غوثِ الاظمؒ

ملتی ہے یہاں دونوں جہاں کی نعمت

کوئین کے سلطان ہیں غوثِ الاظمؒ



شہِ جیلانیؒ

اے میرے مہاراج شہِ جیلانیؒ

ہے کون مرا آج شہِ جیلانیؒ

میں بھی ہوں بڑے در کے غلاموں میں شمار

میری بھی رہے لاج شہِ جیلانیؒ

روشنی قلب

اللہ نے بخشی ہے تمہیں تابانی
 زیا ہے زمانے کی تمہیں سلطانی
 کچھ روشنی قلب عطا فرما دو
 صدقے میں محمدؐ کے شہرِ جیلانیؒ



پیکرِ الطاف

اے پیکرِ الطاف، حبیبِ ثانیؒ
 اک حشرِ کامیداں ہے جہانِ فانی
 صادق کو بھی دامنِ کرم میں رکھنا
 یہ سگ بھی تمہارا ہے شہرِ جیلانیؒ

سُلطانِ ہندِ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اہلبیری سبزی

اے خواجہ اجمیر معین و ہمد
 مشہور زمانہ ہے ترا بابِ کرم
 چھپر بھی عنایت کی نظر ہو جائے
 میں بھی ہوں سوالی رہے میرا بھی بھرم



سُلطانِ ہند

دُنیا کے ہیں ہر روز تیرے چور و ستم
 بے یار و مددگار ہوں رکھ لینا بھرم
 اے مند کے سُلطان، جیبِ موگی
 ہو "خواجہ عثمان" کے صدقے میں کرم

خواجہ سنجہ

اجمیر کے دولہا مرے خواجہ سنجہ
 ہیں حسن میں یکتا مرے خواجہ سنجہ
 کونین کی نعمت سے نوازیں گے مجھے
 صادق مرے مولا مرے خواجہ سنجہ



سنہری گنبد

اجمیر کے راجہ کا سنہری گنبد
 اک ہند کے داتا کا سنہری گنبد
 آیتِ ایمان و یقین، مرکزِ فیض
 صادق مرے خواجہ کا سنہری گنبد

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی راشدیؒ

عکس شرہ ایزار میں قطب الاقطابؒ
 ہر سمت ضیا بار میں قطب الاقطابؒ
 خالی نہیں جاتا کوئی ان کے در سے
 وہ مالک و مختار ہیں قطب الاقطابؒ

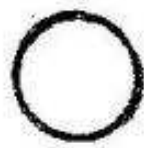


دستِ کرم

یکس کے نگہیان ہیں قطب الاقطابؒ
 ہر درد کے درمان ہیں قطب الاقطابؒ
 سر پہ ہے میرے دستِ کرم حضرتؒ کا
 صادق میرے سلطان ہیں قطب الاقطابؒ

حضرت خواجہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر

ہیں شیریں سخن غنچہ دہن بابا فرید
 ہیں "پشت" کا شاداب چمن بابا فرید
 اس نسبتِ عالی کا نہیں کوئی جواب
 ہیں گنج شکر قطبِ زمن بابا فرید



تسکینِ دل و جاں

جتنا ہے خداوند نے وہ نجتِ سعید
 محسن ہیں معاون ہیں مرے بابا فرید
 پھر کیوں نہ ہو تسکینِ دل و جاں حاصل
 صادقِ ایمان ہے ان کی تقلید

حرفِ الحجت حضرت خواجہ جمال الدین ہانسویؒ

ہر دل کی تمنا ہیں شرِ قطبِ جمالؒ
 ہر غم کا مٹا ہیں شرِ قطبِ جمالؒ
 جو اہل بصیرت ہیں وہی سمجھیں گے
 عالم کے سچا ہیں شرِ قطبِ جمالؒ



منزلِ عرفان

وہ افضل و کامل ہیں شرِ قطبِ جمالؒ
 ہر راز کے حامل ہیں شرِ قطبِ جمالؒ
 رہو یہ سمجھ لیں یہ زبانِ صادق
 عرفان کی منزل ہیں شرِ قطبِ جمالؒ

حضرت خواجہ مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابریؒ

اتوارِ محترم علی احمد صابریؒ

اسرار کے منہم علی احمد صابریؒ

جس دن سے ہوئے حضرت بابا کے مرید

ہیں جانِ دو عالم علی احمد صابریؒ



مخدوم زمانہ

آفت کا خزانہ علی احمد صابریؒ

دُنیا میں یگانہ علی احمد صابریؒ

ہر اہلِ محبت کی نظر میں صاف

مخدوم زمانہ علی احمد صابریؒ

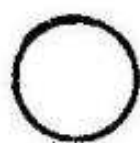
سُلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین ایلیا محبوب الہی

ہیں یوسفِ ثانی انھیں دیکھیں یعقوب

اللہ نے بخشا ہے یہ اعزاز بھی خوب

سُلطانِ مشائخ کا لقبِ زیب ہے

محبوب الہی ہیں جہاں کے محبوب



محبوب الہی

دل اُس کا مثال گل و غنچہ کھل جائے

ہر زخم جگر تارِ نظر سے سل جائے

برائیں مقدر سے مرادیں صادق

جس کو درِ محبوب الہی مل جائے

مرشدی و مولائی سلطان بلاویا حضرت خواجہ محمد حسن شاد صاحب

کردار کی صنویں ہے محبت کی ضیا
گفتار کی رو میں ہے محبت کی ضیا
صادق نہ ہو کیوں خواجہ حسن پر صدقے
اس شمع کی لو میں ہے محبت کی ضیا



بیمارِ عشق

ہو عشق کے بیمار یہ بھی ایک نظر
اب اپنے طلب گار یہ بھی ایک نظر
اے خواجہ حسن جاں ہے تصدق تجھ پر
صادق سے پرستار یہ بھی ایک نظر

حاجی محمد حسین خاں صادق دہلوی

تصنیفات

- ۱- حریم نور - نعت و سلام و منقبت -
- ۲- نغمہ روح - غزلیات و نظیبات و قطعات -
- ۳- راہ صادق - نعت و سلام و منقبت -
- ۴- نگار صادق - غزلیات -
- ۵- آج کی آواز - جس میں رباعیات پانچ ابواب پر مشتمل ہیں - مجاہدین آزادی، بھارت کے سپوت، آئینہ حال، مزدور و سرمایہ دار اور پیغام -
- ۶- شمع محبت - غزلیات، رباعیات -

ملنے کے پتے

- ۱- انجمن ترقی اردو بک ڈپو - اردو بازار جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶
- ۲- مکتبہ جامعہ - اردو بازار جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶
- ۳- سنٹرل بک ڈپو - اردو بازار جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶
- ۴- کتب خانہ رحیمیہ - اردو بازار جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶